بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 50

شمارہ: 20/21

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

ہفت روزہ

بدر

قادیان

The Weekly BADR Qadian

شرح چندہ
سالانہ 200 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر
امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک
10 پونڈ

23/30 صفر 1422 ہجری 17/24 ہجرت 1380 ہش 24/17 مئی 2001ء

Postal Reg.No:PB/1023/2001

اخبار احمدیہ

قادیان 19 مئی (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل) سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدللہ۔

کل حضور نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور سابقہ مضمون کو جاری رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی صفات کی قرآن وحدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات سے بصیرت افروز تفسیر بیان فرمائی۔

پیارے آقا کی صحت وسلامتی کامل شفایابی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب دعائیں کرتے رہیں۔

میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں

اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

یہ خدا تعالیٰ کی سنّت ہے اور جب سے کہ اُس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنّت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور اُن کو غلبہ دیتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ کتب اللہ لا غلبن انا ورسلی اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجّت زمین پر پوری ہو جائے اور اُس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اِسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کیساتھ اُن کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اُس کی تخم ریزی انہیں کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اس کی پوری تکمیل اُن کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقع دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (۱) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور اُن کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے۔ اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اُس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا ولیمکننّ لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا۔ یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جمادیں گے۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوا جبکہ حضرت موسیٰ مصر اور کنعان کی راہ میں پہلے اِس سے جو بنی اسرائیل کو وعدہ کے موافق منزل مقصود تک پہنچادیں فوت ہو گئے اور بنی اسرائیل میں اُن کے مرنے سے ایک بڑا ماتم برپا ہوا جیسا کہ توریت میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل اِس بے وقت موت کے صدمہ سے اور حضرت موسیٰ کی ناگہانی جدائی سے چالیس دن تک روتے رہے۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہوا اور صلیب کے واقعہ کے وقت تمام حواری تتّر بتّر ہو گئے اور ایک ان میں سے مرتد بھی ہو گیا۔

سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنّت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اُس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ مَیں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دونگا سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھائے گا جس کا اُس نے وعدہ فرمایا اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دُعا کرتے رہو۔ اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دُعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھادے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔ اپنی موت کو قریب سمجھو تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ گھڑی آجائے گی۔

اور چاہئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اُن تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیاء اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کیلئے میں دنیا میں بھیجا گیا سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دُعاؤں پر زور دینے سے اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔

(الوصیت)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

خلافت نبوت کا تتمہ ہے

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ. ذَالِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ. وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ۔ (الجمعۃ آیت ۳-۵)

ترجمہ وہی ہے جس نے اُمیین میں ایک رسول انہیں میں سے مبعوث کیا جو ان پر اس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے اور اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے اور آخرین میں بھی اس رسول کو بھیجے گا جو ابھی ان سے نہیں ملے۔ وہ غالب حکمت والا ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتوں کا ذکر فرماتے ہوئے ہر دو بعثتوں میں کئے جانے والے کاموں کا بھی ذکر فرمادیا۔ کہ اللہ کی آیات پڑھی جائیں گی۔ تزکیہ نفوس کیا جائے گا۔ کتاب اور حکمت سکھائی جائے گی۔ بالکل یہی کام اس وقت بھی کئے جائیں گے جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بعثت ہوگی احادیث سے ثابت ہے کہ یہ دوسری بعثت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظل کامل حضرت امام مہدی کے ذریعہ وابستہ ہے۔ جبکہ لوگوں کی وہی حالت ہو جائے گی جو کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت ہوئی۔ اگلی آیت میں فرمایا کہ یہ اللہ کا فضل ہے۔ جو پہلے وقت میں بھی ہوا۔ اور بعد میں بھی ہوگا۔ اللہ بڑے فضل والا ہے۔ چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی ہر قسم کی آیات صحابہ کو بتائیں۔ قرآنی آیات بھی سنائیں جن کا نزول ہو رہا تھا اور بہت سے معجزات بھی دکھائے اسی طرح انکا تزکیہ کیا اور نہ صرف ان پر فرض ہونے والی باتیں سکھائیں بلکہ ان کی حکمتوں سے بھی آگاہ کیا۔ اور اس طرح ضلال مبین میں پڑنے والے ہدایت مبین پر گامزن ہوگئے۔ آپؐ کی وفات کے بعد خلفاء کرام کا سلسلہ جاری ہوا جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت میں جاری ہوا۔ اور نبوۃ کی نیابت میں وہی کام جاری رہے جو ایک نبی کی زندگی میں شروع ہوئے تھے۔ خلفاء راشدین کے دور میں قرآن مجید کے درس و تدریس ان پر عمل اور ان کی حکمت اور تزکیہ نفوس کا خصوصی اہتمام رہا۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کوئی ایسا کام بند نہیں ہوا جو آپ نے جاری کیا ہو۔ بلکہ بڑے اہتمام سے سب کام جاری و ساری رہے۔ لیکن جوں ہی خلافت راشدہ ختم ہوئی۔ نبی کے جاری فرمودہ کاموں کی طرف سے توجہ ہٹتی چلی گئی اور بادشاہان اپنی شان و شوکت اور عیش و عشرت کا شکار ہوتے چلے گئے اور مسلمان قعر مذلت میں پڑتے چلے گئے۔ حتی کہ وہ وقت بھی آگیا جس کا نقشہ حدیث میں یوں بیان ہوا ہے:

يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبْقَى مِنَ الْإِسْلَامِ إِلَّا اسْمُهُ وَلَا يَبْقَى مِنَ الْقُرْآنِ إِلَّا رَسْمُهُ مَسَاجِدُهُمْ عَامِرَةٌ وَهِيَ خَرَابٌ مِنَ الْهُدَى عُلَمَاءُهُمْ شَرُّ مَنْ تَحْتَ أَدِيمِ السَّمَاءِ تَخْرُجُ مِنْ عِنْدِهِمُ الْفِتْنَةُ وَفِيهِمْ تَعُودُ۔

ترجمہ: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اسلام کا صرف نام رہ جائے گا اور قرآن کے صرف حروف رہ جائیں گے۔ مساجد بڑی عالی شان ہونگی اور ھدایت سے خالی ہونگی۔ علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہونگے۔ ان میں سے فتنے نکلیں گے اور ان میں ہی لوٹ جائیں گے۔

اس حدیث میں صاف بتایا گیا ہے کہ نبوۃ اور منہاج نبوت پر قائم ہونے والی خلافت سے محرومی کے نتیجے میں یہ چاروں کام سرے سے ہی ختم ہو کر ان کے الٹ حالات پیدا ہو جائیں گے۔ یعنی آیات قرآنیہ پڑھنا سکھانا تو درکنار ان کو بھلا دیا جائے گا۔ ان کے صرف نقوش باقی رہ جائیں گے۔ تزکیہ نفوس کی بجائے لوگ ہدایت سے بھی خالی ہو چکے ہونگے۔ بلکہ بدترین مخلوق بن جائیں گے۔ کتاب اور حکمت سکھانے کی بجائے علماء جو مذہب کے ٹھیکیدار بن بیٹھیں گے۔ فتنے پیدا کریں گے۔ اور بقول شاعر۔

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
فقط رہ گیا اسلام کا نام باقی

اور زمانہ پکار پکار کر کسی ہادی اور مامور من اللہ دوسرے لفظوں میں نبی کا تقاضہ کرے گا۔ جو پھر لوگوں کو نبوت اور منہاج نبوۃ پر جاری ہونے والی خلافت کی برکات سے متمتع فرمائے۔ جیسا کہ قرآن کریم مذکورہ آیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتوں اور اللہ تعالیٰ کے دوہرے افضال کا وعدہ فرماتا ہے۔ احادیث میں بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حالات کا نقشہ کھینچتے ہوئے۔ دوبارہ منہاج نبوت پر خلافت کی خوشخبری اپنی امت کیلئے بیان فرمائی ہے۔ فرمایا:

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكُونُ النُّبُوَّةُ فِيكُمْ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللَّهُ تَعَالَى ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةٌ عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللَّهُ تَعَالَى ثُمَّ تَكُونُ مُلْكًا عَاضًّا فَتَكُونُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللَّهُ تَعَالَى ثُمَّ تَكُونُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً فَتَكُونُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللَّهُ تَعَالَى ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةٌ عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ۔ (مسند احمد بحوالہ مشکوۃ باب الانذار والتحذیر)

ترجمہ: حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں نبوۃ قائم رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا پھر وہ اس کو اٹھا لے گا۔ اور قدرت ثانیہ کے رنگ میں خلافت راشدہ قائم ہوگی پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اُٹھا لے گا پھر اس کی تقدیر کے مطابق کوتاہ اندیش بادشاہت قائم ہوگی جس سے لوگ دل گرفتہ ہونگے اور تنگی محسوس کریں گے جب یہ دور ختم ہوگا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق ظالمانہ بادشاہت قائم ہوگی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا۔ اور اس ظلم وستم کے دور کو ختم کر دے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علی منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ یہ فرما کر آپ خاموش ہوگئے۔

چنانچہ تاریخ سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلافت راشدہ قائم ہوئی پھر کوتاہ اندیش اور پھر جبری بادشاہت کا دور ختم ہوا اور جو امور نبوۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت راشدہ میں انجام پائے بعد میں کبھی بھی انجام نہیں پا سکے۔ حتی کہ بعد کی نام نہاد خلافتیں بھی ختم ہوگئیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ پر فضل فرماتے ہوئے آخرین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظل کامل امام مہدی علیہ السلام کو آپ کی غلامی میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کیلئے پھر مبعوث فرمایا۔ جبکہ قرآن مجید پر نہ صرف دوسرے مذاہب کی طرف سے بلکہ مسلمانوں کی طرف سے بھی اعتراضات کئے جانے لگے۔ اور قرآن مجید متروک مہجور ہوگیا تھا۔ ایمان ثریا ستارے تک چلا گیا تھا۔ اخلاقی حالتوں کا جنازہ نکل چکا تھا۔ چنانچہ آپ نے ان سب امور کو باحسن طریق سرانجام دیا جن کا ذکر امور نبوۃ کے طور پر اوپر گزر چکا ہے۔ آپ کی وفات کے بعد بفضلہ تعالیٰ منہاج نبوت پر خلافت کا قیام ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت احمدیہ کے طفیل جماعت وہ سب برکات حاصل کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی آیات و نشانات ہر دم پڑھی اور سنائی جاتی ہیں۔ تزکیہ نفوس ہوتا ہے کتاب و حکمت سکھائی جارہی ہے۔ اور ایک دن بھی ایسا نہیں گزرا کہ جماعت احمدیہ ان برکات سے محروم رہی ہو بلکہ اللہ تعالیٰ دن بدن اس میں ترقی عطا فرماتا جارہا ہے۔ اور محرومین و منکرین خلافت جس بے دینی بے چینی اور بے امنی میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور جس افتراق وتشتت کا شکار ہیں کسی سے مخفی نہیں بلکہ آئے دن اس کا اظہار دانشوران قوم وہمدردان ملّت کرتے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ باشعور روحانی قیادت خلافت احمدیہ کی رہنمائی میں قریہ قریہ گاؤں گاؤں مساجد و مشن تعمیر کر رہی ہے۔ قرآن مجید کے درس و تدریس و تراجم کا سلسلہ جاری ہے۔ دین کے قیام اور مضبوطی اور قیام عبادت کیلئے ہر دم کوشاں ہے۔ ۱۷۰ ممالک میں جماعت کا قیام ہو چکا ہے۔ ۲۴ گھنٹے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل کے ذریعہ اسلام و احمدیت کا پیغام دنیا کے کونے کونے میں پہنچایا جارہا ہے۔ اور خدمت اسلام کے ایسے ایسے کام سرانجام پارہے ہے جن کی مثال سوائے خلافت راشدہ کے ۱۴۰۰ سال کے عرصہ میں نہیں نظر آتی۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ خلافت کی برکات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اے دوستو! میری آخری نصیحت یہ ہے کہ سب برکتیں خلافت میں ہیں نبوت ایک بیج ہوتی ہے۔ جس کے بعد خلافت اس کی تاثیر کو دنیا میں پھیلا دیتی ہے۔ تم خلافت حقہ کو مضبوطی سے پکڑو۔ اور اس کی برکات سے دنیا کو متمتع کرو تاخدا تعالیٰ تم پر رحم کرے اور تم کو اس دنیا میں بھی اونچا کرے اور اس جہان میں بھی اونچا کرے۔ تامرگ اپنے وعدوں کو پورا کرتے رہو اور میری اولاد اور حضرت مسیح موعودؑ کی اولاد کو بھی ان کے خاندان کے عہد یاد دلاتے رہو۔ احمدیت کے مبلغ اسلام کے سچے سپاہی ثابت ہوں۔ اور اس دنیا میں خدائے قدوس کے کارندے بنیں“۔ (الفضل ۲۰ر مئی ۱۹۵۹ء)

آخر میں دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نسلاً بعد نسلٍ خلافت سے وابستہ رہنے کی توفیق و سعادت عطا فرمائے آمین۔

(قریشی محمد فضل اللہ)

خطبہ جمعہ

خلافت کے نظام کا ایک اہم ستون مشاورت ہے

دنیا بھر میں منعقد ہونے والی مجالس شوریٰ کے لئے قرآن مجید، احادیث نبویہ اور ارشادات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ سے اہم نصائح

بیت الفتوح کی مسجد کی تحریک کے حوالہ سے جماعت کو وسیع جگہ خریدنے کی تاکید جہاں مسجد کے اردگرد کثرت سے احمدی گھر بنائے جاسکیں

اس مسجد کی تعمیر کے لئے تحریک پر صرف ایک ہفتہ کے اندر
جماعت کی طرف سے ۳ء۳ ملین پاؤنڈز کے وعدوں کی پیشکش۔

بہت سے وعدوں کی ادائیگیاں بھی ہوچکی ہیں اور مزید وعدے آرہے ہیں۔ جماعت کے اخلاص اور قربانی کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز - فرمودہ ۲۳/ فروری ۲۰۰۱ء، ۲۳/ تبلیغ ۱۳۸۰ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العلمين - الرحمٰن الرحيم - ملك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۪ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴾- (سورة آل عمران آيت ١٦٠)

اس کا سادہ ترجمہ یہ ہے: پس اللہ کی خاص رحمت کی وجہ سے تو ان کے لئے نرم ہو گیا۔ اور اگر تو تُند خو (اور) سخت دل ہوتا تو وہ ضرور تیرے گرد سے دُور بھاگ جاتے۔ پس ان سے درگزر کر اور ان کے لئے بخشش کی دعا کر اور (ہر) اہم معاملہ میں ان سے مشورہ کر۔ پس جب تُو (کوئی) فیصلہ کرلے تو پھر اللہ ہی پر توکل کر۔ یقیناً اللہ توکل کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔

اب یہ مجالسِ شوریٰ کے دن آرہے ہیں۔ پاکستان میں بھی، دنیا بھر میں ہر جگہ سے ان کی متوقع مجالس شوریٰ کی اطلاع مل رہی ہے۔ اس لئے آج کا خطبہ مجلس شوریٰ کے متعلق ہی دوں گا اور سب دنیا میں جہاں جہاں مجلس شوریٰ ہو رہی ہے وہاں ان کو یہی واحد پیغام ہے۔

اس آیت کے تعلق میں سنن ابن ماجہ کتاب الادب میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت ہے کہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے مشورہ طلب کرے تو اُسے چاہئے کہ اُسے مشورہ دے۔

(سنن ابن ماجہ. كتاب الادب. باب اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ)

مگر وہ مشورہ کس قسم کا ہونا چاہئے اس تعلق میں سنن ابن ماجہ میں حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ۔ جس سے مشورہ طلب کیا جائے وہ امین ہوتا ہے یا اُسے امین ہونا چاہئے۔ (سنن ابن ماجه. كتاب الادب. باب اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ)۔ تو مشورہ ایسا دیں جیسے بالکل امانت کا بوجھ اٹھایا گیا ہو، بالکل سچا مشورہ جو دل کی گہرائی سے نکلے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت ہے: انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جس نے میری طرف ایسی جھوٹی بات منسوب کی جو میں نے نہیں کہی، تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔ اور جس سے اس کے مسلمان بھائی نے کوئی مشورہ طلب کیا اور اس نے بغیر رُشد کے مشورہ دیا یعنی بغیر غور و خوض اور عقل استعمال کئے تو اس نے اُس سے خیانت کی ہے۔

(الادب المفرد. از حضرت امام بخاریؒ صفحہ ۷۵)

خیانت جان بوجھ خیانت کی نیت سے ضروری نہیں بلکہ اگر مشورہ میں سوچ بچار سے کام نہ لیا جائے اور بغیر غور کے جو منہ میں آئے کہہ دیا جائے تو یہ بھی ایک خیانت ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تمہارے حکمران تم میں سے اچھے لوگ ہوں گے اور تمہارے دولتمند لوگ سخی ہوں گے اور تمہارے معاملات تمہارے باہمی مشورہ سے طے ہوں گے تو زمین کی سطح اس کے باطن سے تمہارے لئے بہتر ہے۔ یعنی تم جتنی لمبی زندگی سطح زمین پر بسر کرو گے تمہارے لئے بہتر ہے۔ اور جب تمہارے حکمران تم میں سے بدترین لوگ ہوں گے اور تمہارے دولتمند لوگ کنجوس ہوں گے اور تمہارے معاملات تمہاری عورتوں کے ہاتھ میں ہوں گے تو زمین کا باطن اس کی سطح سے تمہارے لئے بہتر ہے۔

(سنن الترمذی. ابواب الفتن)

یہ عورتوں والا معاملہ جو ہے قابل غور ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ عورتیں حکمران ہوسکتی ہیں کہ نہیں۔ ایک یہ بحث اٹھتی ہے۔ لیکن یہاں مراد یہ ہے کہ وہ لوگ زن مُرید ہوں گے یعنی اپنی بیوی کی باتوں پر بے سوچے سمجھے عمل کرنے والے ہونگے۔ تو یہاں حکومت کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ ایک انسان اگر اپنی عقل استعمال نہ کرے اور زن مرید ہو جائے تو اس کے متعلق یہ حکم ہے۔

ایک اور روایت میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے زیادہ اپنے اصحاب سے کسی کو مشورہ کرنے والا نہیں پایا۔

(سنن الترمذی ابواب فضائل الجهاد باب ما جاء فی المشورة)

حضرت ابن غَنم اشعریؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ جب تم دونوں کسی مشورہ میں ہم رائے ہوتے ہو تو میں تم دونوں کی مخالفت نہیں کرتا۔

(مسند احمد بن حنبل. جلد ۴. صفحه ۲۲۷. مطبوعه بیروت)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میں نے بغیر مشورہ کے (صحابہؓ میں سے) کسی کو امیر (یا جانشین) بنانا ہوتا تو میں ابن اُمِّ عَبد (یعنی حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ) کو امیر مقرر کرتا۔

(سنن ترمذی، ابواب المناقب، مناقب عبداللّٰه بن مسعود)

اب یہ مختلف مواقع کی مختلف روایات ہیں ان میں تضاد نہیں۔ حضرت ابو بکرؓ اور

حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق یہ واضح رسول اللہ ﷺ کی بات موجود ہے کہ دونوں مشورہ میں اکٹھے ہو جائیں تو اس کی مخالفت نہیں کروں گا لیکن امارت کا حق ادا کرنے کے لئے اگر میں باہر جاؤں اور کسی کو امیر بنانا ہو تو وہاں حضرت عبداللہ بن مسعود کو امیر بنانے کا ذکر فرمایا ہے۔ کوئی ایسی خاص خوبی آپ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی دیکھی ہو گی جس کی وجہ سے یہ مشورہ دیا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ: "لَا خِلَافَةَ اِلَّا عَنْ مَشْوَرَةٍ"۔ کہ خلافت کا انعقاد مشورہ اور رائے لینے کے بغیر درست نہیں۔ نیز خلافت کے نظام کا ایک اہم ستون مشاورت ہے۔

(کنزالعمال کتاب الخلافة مع الامارة جلد ۳ صفحہ ۱۳۹)

اور یہ امر واقعہ ہے کہ مشاورت سے بہتر خلیفۂ وقت کی راہنمائی کرنے والی اور کوئی چیز نہیں ہوتی۔ تمام دنیا میں مشورے ہو رہے ہیں۔ ان مشوروں کے خلاصے یہاں پہنچتے ہیں۔ تفصیلی مشورے بھی اور بسا اوقات خلاصے بھی اور ساری دنیا کے احمدیوں کے دماغ کا نچوڑ ہے جو خلیفۂ وقت کو ملتا ہے۔ پس اس پہلو سے خلیفۂ وقت کی مثال شہد کی مکھیوں کی ملکہ والی ہے جو ساری اپنی محنتوں کا نچوڑ اس کے سامنے پیش کر دیتی ہیں۔ اور اسی کے گرد سب اکٹھی ہو جاتی ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ جماعت میں ہمیشہ خلفاء کو بھی مشاورت پر قائم رکھے اور ساری جماعت کو اپنے بہترین مشورے دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت علیؓ بن ابو طالب سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہ! آپؐ کے بعد اگر ہمیں کوئی ایسا امر درپیش ہوا جس کے بارہ میں وحی قرآن نازل نہیں ہوئی، ہوئی یا ہمیں معلوم نہیں۔ اور نہ ہی ہم نے آپؐ سے کچھ سنا ہو تو ایسی صورت میں ہم کیا کریں؟۔ اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا: ایسے معاملہ کو حل کرنے کے لئے مومنوں میں سے علماء کو یا عبادت گزار لوگوں کو جمع کرنا۔ یہ "یا" کی جو ہے نا تشریح یہ راوی کو پوری طرح یاد نہیں تھی۔ 'علماء' فرمایا تھا یا 'عبادت گزار' "لوگوں کو۔ اور حقیقت میں سچے علماء وہی ہیں جو عبادت میں اللہ تعالیٰ سے بہت ڈرتے ہیں۔ اور اس معاملہ کے بارہ میں ان سے مشورہ کرنا، اور ایسے معاملہ کے بارہ میں فردِ واحد کی رائے پر فیصلہ نہ کرنا۔ کہ اگر ان میں سے کوئی ایک رائے ایسی دے جو باقی آراء کے خلاف ہو تو اس رائے کو چھوڑ دینا اور جس پر زیادہ آراء اکٹھی ہو جائیں ان کو قبول کرنا۔

(کنزالعمال۔ حدیث نمبر ۴۱۸۸، جلد ۲، صفحہ ۳۴۰)

رسول اللہ ﷺ کے بعد ائمہ امت جائز امور کے بارہ میں اہل علم لوگوں میں سے امین لوگوں سے مشورہ لیا کرتے تھے تاکہ معاملہ کی آسان صورت کو اختیار کریں۔ اور جب کتاب و سنت سے کوئی معاملہ واضح ہو تا تو پھر رسول اللہ ﷺ کی متابعت میں اس کے خلاف نہ جاتے۔

حضرت ابو بکرؓ کی رائے یہ تھی کہ مانعین زکوٰۃ سے قتال کیا جائے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ آپ ان سے کیسے قتال کر سکتے ہیں جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ کروں حتّٰی کہ وہ لآ اِلٰہ اِلّا اللّٰہ کا اقرار کر لیں۔ جب وہ لآ اِلٰہ اِلّا اللّٰہ کہہ دیں تو ان کے خون اور ان کے اموال میری طرف سے محفوظ ہو گئے۔ اس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم! میں اُن لوگوں سے قتال کروں گا جو رسول اللہ ﷺ کی تیار کردہ جماعت میں تفرقہ ڈالیں۔ پس اصل جو جنگ کی وجہ تھی وہ ارتداد نہیں تھا بلکہ رسول اللہ ﷺ کی تیار کردہ جماعت، صحابہ کی جماعت میں تفرقہ ڈالنے کی کوشش تھی جس کی وجہ سے آپ نے ان سے لڑائی کی۔ بعد میں حضرت عمرؓ نے بھی حضرت ابو بکرؓ کی متابعت کی۔ لیکن حضرت ابو بکرؓ نے کسی مشورہ کی طرف توجہ نہ دی کیونکہ آپؓ کے پاس رسول اللہ ﷺ کا ان لوگوں کے بارہ میں حکم موجود تھا کہ جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کریں، انہوں نے گویا دین کے احکام کو تبدیل کر دیا۔

(صحیح البخاری، کتاب الاعتصام بالسنّة۔
باب قول اللہ تعالیٰ وَ اَمْرُھُمْ شُوْرٰی بَیْنَھُمْ)

اس زمانہ میں خلافت اور حکومت باہم دگر ایک ہو چکے تھے اور زکوٰۃ حکومت کا ٹیکس تھا۔ پس جن لوگوں نے ٹیکس دینے سے انکار کیا ایسے لوگوں سے تو آج کل دنیا کی ہر حکومت جبری ٹیکس وصول کرتی ہے اور ان کے خلاف قتال کرتی ہے تو اس پر کسی قسم کے اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "افسوس ہے کہ بعض لوگ پہلے مشورہ نہیں لیتے۔ مشورہ ایک بڑی بابرکت چیز ہے۔ اس پر حضرت مولوی نورالدین صاحب نے فرمایا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ خود اپنے رسول کو حکم دیتا ہے کہ وہ مشورہ کیا کرے تو پھر دوسروں کے لئے یہ حکم کس قدر زیادہ تاکیدی ہو سکتا ہے"۔ جو اللہ کا رسول نہیں ہے خود جس کو اللہ تعالیٰ براہ راست بھی ہدایت دیتا ہے، ایسا شخص کیسے مشورہ سے احتراز کر سکتا ہے۔ "آجکل لوگوں کا حال یہ ہے کہ یا تو مشورہ پوچھتے نہیں یا پوچھتے ہیں تو پھر مانتے نہیں"۔ یہ بات میرے تجربہ میں بھی آئی ہے۔ یہ نامناسب حرکت ہے یا تو مشورہ لیا ہی نہ کریں لیکن جب مشورہ لیا کریں تو اس کو قبول کرنا آپ کے لئے ضروری ہے۔

حضرتؒ صاحب نے فرمایا "تو پھر ایسی بات کی لوگ سزا بھی پاتے ہیں۔ ایسوں کے حالات سے زیادہ تر وہ لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو عبرت حاصل کریں۔"

(بدر۔ جلد ۷، نمبر ۱۶۔ صفحہ ۱۴۔ بتاریخ ۲۳/اپریل ۱۹۰۸ء)

اور یہ بھی درست ہے کہ جو مشورہ نہ مانیں ان کو اللہ کی تقدیر ضرور پکڑ لیتی ہے اور وہ کسی نہ کسی رنگ میں اس حکم عدولی کی، جو عملاً حکم عدولی ہو جاتی ہے، بظاہر مشورہ ہے، اس کے مرتکب ہوتے ہیں ان کو خدا کی تقدیر ضرور کسی سزا میں پکڑ لیتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے احباب جماعت سے مشورہ طلب کرنے کے بارہ میں ایک اور روایت حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بعض امور جب پیش آئے تو آپ سال میں دو تین چار بار بھی اپنے خدام کو بلا لیتے۔ پس مجلس شوریٰ جو سال میں ایک دفعہ منعقد ہوتی ہے

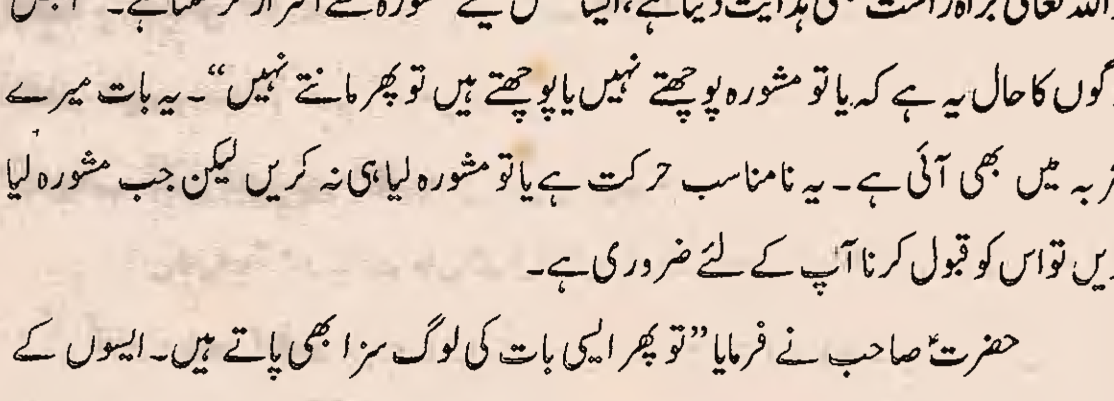

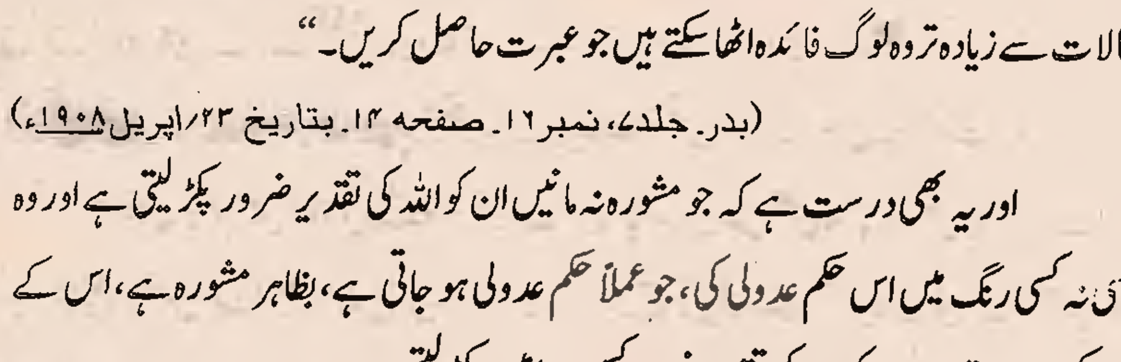

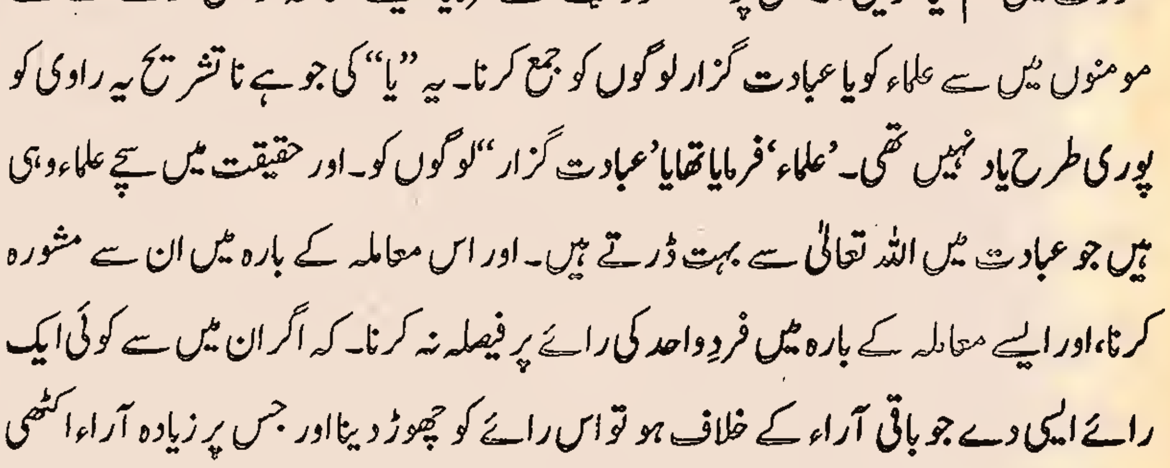

اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس وقت جو بھی امام ہو وہ صرف ایک ہی دفعہ مشورہ کر کے کافی سمجھے اس بات کو۔ جب بھی کسی اہم امر میں فیصلہ کرنا مقصود ہو تو فیصلے سے پہلے چھوٹی مجلس عاملہ بھی بلائی جاسکتی ہے۔ مشورہ کے لئے احباب جماعت میں سے جو اچھی رائے رکھنے والے صائب الرائے کہلاتے ہیں اُن کو بلایا جاسکتا ہے اور خاص طور پر بلانے والوں میں عبادت کرنے والے اور امین لوگوں کو بلانا مناسب ہے۔

پس حضرت مفتی صاحب کی روایت کے مطابق سال میں دو تین چار بار بھی اپنے خدام کو بلا لیتے کہ مشورہ کرنا ہے۔ کسی جلسے کی تجویز ہوتی تو یاد فرما لیتے"۔ اور یہاں تک کہ "کوئی اشتہار شائع کرنا ہوتا تو (تب بھی) مشورہ طلب کر لیا کرتے تھے۔

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۲۶ء۔ صفحہ ۱۴۴)

جلسہ سالانہ ۱۸۹۲ء کے دوسرے دن ۲۸؍ دسمبر ۱۸۹۲ء کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یورپ اور امریکہ میں دعوت الی اللہ کے لئے حاضرین سے مشورہ طلب فرمایا۔ پس یورپ اور امریکہ میں جو تبلیغ اسلام ہو رہی ہے اور اس کے بڑے عظیم الشان پھل نکل رہے ہیں یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کے بعد کی بات نہیں ہے آپ نے اپنے زمانہ میں ہی اپنی نسل ساری دنیا پر پھیلائی تھی اور خاص طور پر یورپ اور امریکہ وغیرہ میں تبلیغ کے لئے اپنے احباب سے مشورہ طلب فرمایا تھا اور یہ آپ ہی کے اس مشورہ کا فیض ہے کہ آج دنیا میں ہر جگہ خصوصاً یورپ اور امریکہ میں جماعت بڑی تیزی سے ترقی کر رہی ہے۔

"معزز حاضرین نے اپنی اپنی رائے پیش کی اور بعد مشورہ حضور علیہ السلام کی منظوری سے قرار پایا کہ ایک رسالہ جو اہم ضروریاتِ اسلام کا جامع اور عقائد اسلام کا خوبصورت چہرہ معقولی طور پر دکھاتا ہو، تالیف ہو کر اور پھر چھاپ کر یورپ اور امریکہ میں اس کی بہت سی کاپیاں بھیج دی جائیں"۔

پس یہ ریویو آف ریلیجنز جو آج کل دنیا میں کافی تعداد میں شائع کیا جا رہا ہے اور دس ہزار جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش تھی اللہ کے فضل سے اب دس ہزار کی تعداد میں ریویو آف ریلیجنز دنیا بھر میں شائع ہو رہا ہے۔ مختلف جماعتوں کی طرف سے بھی اور مرکز کی طرف سے بھی۔ تو یہ وہی تجویز ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بعد مشورہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے منظور فرمائی تھی۔

"پھر اس تجویز کے بعد ایک فہرست اُن اصحاب کے چندہ کی مرتب کی گئی جو مطبع کے لئے چندہ بھیجتے رہیں گے۔ یہ بھی قرار پایا کہ ایک اخبار اشاعت اور ہمدردی اسلام کے لئے جاری کیا جائے"۔ یہ بھی یعنی صرف ماہانہ نہیں بلکہ اخبار بھی شائع کیا جائے جیسے آجکل ہمارا یہاں الفضل شائع ہو رہا ہے اور اس کے ترجمے بھی مختلف زبانوں میں ہو رہے ہیں۔ "یہ بھی تجویز ہوا کہ حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب امروہوی اس سلسلہ کے واعظ مقرر ہوں اور وہ پنجاب اور ہندوستان کا دورہ کریں۔ بعد اس کے دعائے خیر کی گئی اور پھر یہ بھی طے پایا کہ آئندہ بھی ہمیشہ اس سالانہ جلسہ کے یہی مقاصد رہیں گے کہ اشاعت اسلام اور ہمدردیٔ نو مسلمین امریکہ اور یورپ کے لئے احسن تجاویز سوچی جائیں اور دنیا میں نیک چلنی اور نیک نیتی اور تقویٰ اور طہارت اور اخلاقی حالات کے ترقی دینے اور اخلاق اور عادات دنیہ اور رسوم قبیحہ کو قوم میں سے دُور کرنے کی تدبیریں کی جائیں۔"

(آئینہ کمالات اسلام۔ صفحہ ۶۱۵ و ۶۱۶)

یہ تو مجالس شوریٰ کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں جو آپ نے فیصلے منظور فرمائے ان کو میں نے کسی قدر اختصار کے ساتھ آپ کے سامنے پیش کیا ہے۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ دنیا بھر میں ساری مجالس شوریٰ ان باتوں کی پابند رہیں گی۔

اب میں یورپ میں تبلیغ اسلام کی غرض سے جو مسجد کی تحریک کی گئی تھی اس کی طرف آتا ہوں۔ پس یہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فیصلہ کے اوپر عمل در آمد ہی ہے کوئی الگ تجویز نہیں ہے۔ اس ضمن میں یاد رکھیں کہ جو میں نے تحریک کی تھی وہ بیت الفتوح کے تعلق میں تحریک کی تھی اور پچھلے خطبہ میں اس بات پر ناراضگی کا بھی اظہار کیا تھا کہ جو میں نے ابتدا میں تحریک کے وقت اس تحریک پر عمل کرنے والوں کو خصوصیت سے تحریک کی تھی اس کے بالکل برعکس عمل ہوا اور بجائے اس کے کہ مسجد مورڈن پہ پہلے مسجد کی طرف توجہ دی جاتی بعد ازاں زوائد کی طرف توجہ دی جاتی، بالکل اس کے برعکس عمل کیا گیا۔

اس تعلق میں یہ کہنا مناسب ہے کہ بعض برائیوں میں بعض خوبیاں بھی چھپی ہوئی ہوتی ہیں اور بہتر یہی تھا کہ اس مورڈن کے علاقہ کو ترک کر دیا جائے۔ کیونکہ جب میں نے تفصیل سے اس کے اوپر چھان بین کی تو پتہ چلا کہ جو کمیٹی پہلی دفعہ بنائی گئی تھی اس میں سے بھی ایک ممبر نے بشدت اس کے خلاف احتجاج کیا تھا کہ مورڈن کے علاقہ میں مسجد بنانی مناسب نہیں ہے اور جو شرطیں ہیں کونسل کی طرف سے وہ انتہائی بیہودہ ہیں کہ سال میں چار سے زیادہ فنکشنز ہو نہیں سکتے اور اس کے علاوہ ایک اور مشکل ان کی پارکنگ کے لئے بہت سختی ہے کہ اتنے سے زیادہ کاریں بھی پارک نہیں کی جاسکتیں۔ ایک اور چیز جواب سامنے آئی ہے وہ یہ ہے کہ سارے انگلستان کی Racist Organisation جو نیشنل فرنٹ (National Front) کہلاتے ہیں ان کا مرکز بھی وہیں اسی مسجد کے پاس ہے۔ اور پہلے بھی ہمیں کافی ان کی طرف سے مشکلات پیش آتی رہی ہیں۔ تو اس علاقہ کو تو اب مجبوراً چھوڑنا ہی پڑے گا۔

لیکن سوال یہ ہے کہ مسجد کہاں بنائی جائے۔ اس کے لئے میں نے اس کمیٹی کو جو مسجد کے لئے ایک کمیٹی تجویز کی گئی ہے ان کو مشورہ دیا ہے کہ وہ باہر کہیں ایسا علاقہ ڈھونڈیں جہاں بڑی زمین مہیا ہو اور اتنی بڑی زمین مہیا ہو کہ اس میں کثرت سے احمدی گھر بنائے جاسکیں کیونکہ اب ویران علاقہ میں مسجد بنا دینا جہاں لوگ بھی نہ جاسکیں، ہر وقت نمازی نہ مہیا ہو سکیں یہ ایک فضول کوشش ہے، ایک محض دکھاوا ہے۔ پس لازماً ہمیں اب ایک ایسے بڑے رقبہ کی تلاش کرنی پڑے گی کہ جس میں کثرت سے ارد گرد احمدیوں کو مکان کے پلاٹس الاٹ کئے جائیں اور پھر ان کی مدد بھی کی جائے کہ بغیر سود کے روپے سے وہ اپنے مکان بنا سکیں ورنہ فوری طور پر تو جماعت میں یہ طاقت نہیں کہ اکثر جو امیر کہلانے والے ہیں وہ بھی فوراً اپنا مکان بنا سکیں۔ تو ان باتوں پر بہت غور خوض کی ضرورت ہے اور میں بہت امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ خدا تعالیٰ جماعت کی راہنمائی فرمائے گا اور ان سارے مسائل کو حل کرنے میں ہماری مدد فرمائے گا۔

یہ سارا علاقہ جو مورڈن کہلاتا ہے یہ ایک کمپنی نے خواہش ظاہر کی تھی کہ ہم خرید لیتے ہیں یہ اس وقت کی بات ہے کہ جب کہ ابھی اس میں ڈیویلپمنٹ نہیں ہوئی تھی۔ تو اب تو اللہ کے فضل کے ساتھ اس پہ بہت خرچ ہو چکا ہے او بہت زیادہ عمارتوں کی اصلاح کی جاچکی ہے تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر اس کمپنی سے یا کسی اور کمپنی سے اس علاقہ کے بیچنے کی تجویز پیش کی جائے تو بعید نہیں کہ جتنا ہم نے خرچ کیا ہے اس سے زیادہ ہمیں مل جائے اور وہ دوسری جگہ

شریف جیولرز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
دوکان: 0092-4524-212515
رہائش: 0092-4524-212300
روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

ESTD:1898
MFRS OF ARMY INDUSTRIAL AND CIVILIAN FANCY SHOES
M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS
NO 6 ALBERT VICTOR ROAD FORT
BANGALORE - 560002 INDIA
☎: 6700558 FAX: 6705494

زمین خریدنے کے لئے استعمال ہو سکتا ہے اور تحریک کے نتیجہ میں جو کچھ آمد ہو گی وہ سارا اس کی تعمیرات پہ خرچ کیا جائے گا۔

اب میں آپ کو اس تحریک کے بعد جماعت کے ردّعمل کے متعلق بتاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کیسی پیاری جماعت ہے جو مسیح موعود علیہ السلام نے ہمارے لئے قائم فرمائی ہے کہ حیرت انگیز طور پر انہوں نے اس تحریک پر لبیک کہا ہے۔ پوری دنیا کی جماعتوں نے جو فوری رد عمل دکھایا ہے اور ابھی بہت سے ایسے وعدہ جات ہیں جو ابھی پہنچے بھی نہیں اور لگتا یہ ہے کہ بہت کثرت سے وعدے آئیں گے اور اصل تحریک سے بہت زیادہ ہو جائیں گے۔ چنانچہ اس وقت تک ۳ء۳ ملین پاؤنڈ کے وعدے آچکے ہیں اور ان میں سے بہت سو کی ادائیگی بھی ہو چکی ہے۔ پاکستان، کینیڈا، امریکہ، یوکے، جرمنی، آسٹریلیا، جاپان اور مڈل ایسٹ کی جماعتوں نے غیر معمولی اخلاص کا نمونہ دکھایا ہے۔

عورتوں نے حسب سابق اپنی شاندار روایات کو قائم رکھتے ہوئے اپنے زیورات پیش کئے ہیں۔ جبکہ ان میں سے اکثر پہلے ہی کسی نہ کسی تحریک میں اپنا سارا زیور پیش کر چکی تھیں اور اب انہیں یہ توفیق ایک بار پھر مل رہی ہے۔ اب اس سے اندازہ کریں کہ جنہوں نے سارا زیور پیش کر دیا تھا اللہ نے ان کے ہاتھوں کو اور ان کے گلوں کو خالی نہیں رہنے دیا اور اس تحریک کے وقت تک پھر ان کے ہاتھوں، پاؤں اور گلے کو کنگنوں اور زیور سے بھر دیا اور اسی تحریک پر اللہ تعالیٰ پھر بھی یہی کرے گا۔ کسی خاتون کو بغیر زیور کے نہیں رہنے دے گا۔ جرمنی میں سے تو بعض خواتین نے زیورات دے کر اپنے خاوندوں کو لندن بھجوایا تاکہ وہ خود لندن میں مجھ سے ملاقات کر کے اپنی بیویوں کے مخلصانہ جذبات کے ساتھ زیورات پیش کریں۔ اللہ ان سب کی قربانیوں کو قبول فرمائے۔

چھوٹے چھوٹے بچے بھی غیر معمولی قربانیاں کر رہے ہیں۔ انہوں نے پیسہ پیسہ بچا کر اپنے جیب خرچ میں کچھ رقمیں نکال کر جو ڈبے میں پونجی جمع کی تھی وہ اسی طرح انہی ڈبوں میں بند کی بند بھجوادی ہیں کہ اس کو ہماری طرف سے مسجد کے لئے استعمال کریں۔

قربانی کا یہ عالم ہے کہ ایک دوست ایسے بھی ہیں جن کا یہاں نام لینا مناسب نہیں ایک لمبے عرصے سے اپنا مکان بنانے کے خواب دیکھ رہے تھے۔ اب اس تحریک پر انہوں نے جتنی رقم جمع کی تھی وہ بڑی بھاری رقم ہے جس پہ ایک مکان بنایا جا سکتا تھا وہ اب انگلستان کی مسجد کی تحریک سن کر انہوں نے اس کا ایک بہت بڑا حصہ پیش کر دیا۔

اسی طرح بعض دوستوں نے اپنے پلاٹس پیش کئے ہیں اور بعض نے مسجد کی تعمیر تک اپنی آمد کا ایک معین حصہ پیش کرنے کی سعادت پائی ہے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء فی الدنیا والآخرۃ۔

پس اس تحریک کے متعلق چند باتیں آپ کے سامنے رکھ کر اب میں اس خطاب کو ختم کرتا ہوں اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اسی طرح دنیا بھر کی جماعتوں کو توفیق بھی عطا فرمائے گا اور ہمیں ایسا علاقہ ڈھونڈنے کی توفیق بھی عطا فرمائے گا جس میں پابندیاں نہ ہوں اور بڑے آرام سے ہم وہاں خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر بہت اعلیٰ اور وسیع ترین انگلستان کی مسجد بنا سکیں۔

قبولیت دعا کا عظیم الشان نشان

۹۸-۷-۲۶ کو ایک المناک حادثہ ہوا جو اب بھی میرے دماغ میں چکر کاٹتا رہتا ہے۔ اُس دِن خاکسار اور مکرم شاہ جہاں گوتم معلم سلسلہ گاؤں کھنار سے تبلیغی و تربیتی ٹور ختم کر کے واپس اپنے مشن اٹہری لوٹ رہے تھے کہ ہم دونوں راجدوت موٹر سائیکل پر سوار تھے اچانک آگے سے ایک تیز رفتار بس کا سامنا ہوا۔ بس سے بچنے کی وجہ سے خاکسار نے موٹر سائیکل کی رفتار کو آہستہ کیا اور پیچھے آرہے ٹرک کے پیچھے اپنی موٹر سائیکل کو لگا دیا۔ ٹرک میں لوہے کے سریے لوڈ تھے اور اُس لوہے کے سریون کا کچھ حصہ باہر کی جانب لٹک رہا تھا۔ اچانک ٹرک والے نے بریک ماری خاکسار اپنی موٹر سائیکل کو قابو نہ کر پایا اور موٹر سائیکل تیزی سے ٹرک پر لدے ہوئے سریوں میں جا گھسا باوجود اس کے کہ میں نے بچاؤ کی خاطر سر پر Halmet پہن رکھا تھا۔ لوہے کے سریے Halmet کو پھاڑتے ہوئے سر میں گھس گئے۔ اور ایک سریہ بازو کو چیرتا ہوا دوسری جانب سے نکل آیا۔

خاکسار نے اُس وقت ایسا محسوس کیا کہ یہ دن میری زندگی کا آخری دن ہے۔ یہ محض خدا کا فضل تھا کہ اُسی وقت ایک کار والا اُسی راستے سے گزر رہا تھا۔ اور اس نے ہمیں کار میں لفٹ دی اور تھانے پہنچایا۔ تھانے کے باہر پولیس والے کھڑے تھے انہوں نے حالات کو دیکھتے ہوئے کار ڈرائیور کو کہا کہ اس کو اسپتال لے کر جاؤ۔ چنانچہ خاکسار کو ہسپتال پہنچایا گیا۔ ڈاکٹروں نے میری حالت کو دیکھتے ہوئے داخلے سے انکار کر دیا اور کہا کہ مکرم عزیز احمد اسلم اب صرف چند روز کے مہمان ہیں۔ لیکن مکرمہ تارا بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر اسماعیل صاحب آف نیپال نے خاکسار کی بہت خدمت کی ان کے اصرار پر ہی مجھے ہسپتال میں داخلہ مل گیا۔ خاکسار کے جیب میں صرف اڑھائی ہزار روپئے تھے جو علاج کیلئے ناکافی تھے۔ مکرمہ تارا بیگم صاحبہ نے خاکسار کی حالت کو دیکھتے ہوئے اپنے زیورات فروخت کر کے میرا علاج کروانا شروع کر دیا۔ موصوفہ کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ اُس کے بعد موصوفہ نے مکرم مولوی عطاء الرحمان صاحب مبلغ سلسلہ کو فون کیا جو کہ اُس وقت کاٹھمنڈو میں مقیم تھے۔ مولوی عطاء الرحمٰن صاحب نے لندن حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو فون کیا۔ اُس کے بعد مکرم منیر احمد صاحب حافظ آبادی وکیل الاعلیٰ صاحب تحریک جدید قادیان کو فون کیا انہوں نے پیارے آقا کی خدمت میں اطلاع کی۔ لندن سے عطاء الرحمٰن صاحب مبلغ سلسلہ کو اطلاع ملی کہ آپ فوراً وہاں چلے جائیں اگلے دن مکرم مولوی عطاء الرحمٰن صاحب مبلغ سلسلہ خاکسار کے پاس وارد ہوئے۔ اس دوران خاکسار کے حادثے کی اطلاع ہر طرف پہنچ چکی تھی۔ مساجد میں خاکسار کیلئے دُعاؤں کے اعلانات بھی ہوتے رہے۔ معاندین احمدیت خاکسار کے اس المناک حادثے پر خوشی مناتے رہے۔ لیکن سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں اور شفقت کا ہی یہ نشان ہے کہ خاکسار اس وقت محض اللہ کے فضل و کرم سے بالکل تندرست ہے۔ ڈاکٹروں نے تو خاکسار کو لا علاج کرتے ہوئے کہا تھا کہ اگر صحیح بھی ہو گیا تو یا تو یہ گونگا ہو جائے گا۔ یا اس کی یاداشت ختم ہو جائے گی۔ یا دماغ معطل ہو جائے گا۔

لیکن یہ محض خدا تعالیٰ کا بے حد فضل و احسان اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مقبول دُعاؤں کا اثر ہے۔ جن کی بدولت خاکسار کو ان تمام مشکلات سے خدا تعالیٰ نے نجات دی۔ میں محض اللہ کے فضل و کرم سے مکمل صحتیاب ہوں اور اپنی ڈیوٹی پر حاضر ہوں۔

میں ان تمام مبلغین معلمین افراد جماعت کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اس حادثے میں میرا بھرپور ساتھ دیا۔ خدا تعالیٰ ان تمام افراد کو اجر عظیم عطا کرے۔

(عزیز احمد اسلم مبلغ سلسلہ احمدیہ)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

دیں و نشر ہدایت کے کام پر ...... مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے

JANIC EXIMP

Manufacturers & Exporters of All kinds of Fashion Leather Products & General order Suppliers & Importers.

Off : 16D, Topsia 2nd Lane
Mullapara, Near Star Club
Calcutta - 700039

Ph. 3440150
Tle. Fax : 3440150
Pager No.: 9610 - 606266

QURESHI ASSOCIATES

Manufacturer-Exporter-Importer of Leather, Silk & Cotton garments Leather Accessories, INDIAN Novelties & all kinds of Indian products.

Contact Person :- M. S. QURESHI (Prop)
Tel : 91-11-3282643 Fax : 91-11-3263992

Postal Address :- 4378/4B, Ansari Road
Daryaganj New Delhi-110002
(INDIA)

اسلام میں خلافت کا نظام

رقم فرمودہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ

خلافت کا مضمون موٹے طور پر مندرجہ ذیل شاخوں پر تقسیم شدہ ہے۔ ۱۔خلافت کی تعریف۔ ۲۔خلافت کی ضرورت۔ ۳۔خلافت کا قیام ۔۴۔ خلافت کی علامات۔ ۵۔خلافت کے اختیارات۔ ۶۔خلافت سے علیحدگی کا سوال اور۔ ۷۔خلافت کا زمانہ۔ میں ان سب کے متعلق مختصر نقرات میں جواب دینے کی کوشش کروں گا۔

خلافت کی تعریف

سب سے اول نمبر پر خلافت کی تعریف کا سوال ہے یعنی یہ کہ خلافت سے مراد کیا ہے؟ اور نظام خلافت کس چیز کا نام ہے؟ سو جاننا چاہئے کہ خلافت ایک عربی لفظ ہے جس کے لغوی معنی کسی کے پیچھے آنے یا کسی کا قائم مقام بننے یا کسی کا نائب ہو کر اس کی نیابت کے فرائض سرانجام دینے کے ہیں اور اصطلاحی طور پر خلیفہ کا لفظ دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اول وہ ربانی مصلح جو خدا کی طرف سے دنیا میں کسی اصلاحی کام کیلئے مامور ہو کر مبعوث کیا جاتا ہے چنانچہ اس معنی میں تمام انبیاؑ اور رسول خلیفۃ اللہ کہلاتے ہیں کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے نائب ہونے کی حیثیت میں کام کرتے ہیں اور انہی معنوں میں قرآن شریف نے حضرت آدمؑ اور حضرت داؤدؑ کو خلیفہ کے نام سے یاد کیا ہے۔ دوم وہ برگزیدہ شخص جو کسی نبی یا روحانی مصلح کی وفات کے بعد اس کے کام کی تکمیل کیلئے اس کا قائم مقام اور اس کی جماعت کا امام بنتا ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما خلیفہ بنے۔

خلافت کی ضرورت

دوسرا سوال خلافت کی ضرورت کا ہے یعنی نظام خلافت کی ضرورت کس غرض سے پیش آتی ہے؟ سو اس کے متعلق جاننا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا ہر کام حکمت و دانائی کے ماتحت ہوتا ہے چونکہ اس کے قانون طبعی کے ماتحت انسان کی عمر محدود ہے لیکن اصلاح کا کام لمبے زمانہ کی نگرانی اور تربیت چاہتا ہے اسلئے خدا تعالیٰ نے نبوت کے بعد خلافت کا نظام مقرر فرمایا ہے تا کہ نبی کی وفات کے بعد خلفاء کے ذریعہ اس کے کام کی تکمیل ہو سکے۔ گویا جو تخم نبی کے ذریعہ بویا جاتا ہے اسے خدا تعالیٰ خلفاء کے ذریعہ اس حد تک تکمیل کو پہنچانے کا انتظام فرماتا ہے کہ وہ ابتدائی خطرات سے محفوظ ہو کر ایک مضبوط پودے کی صورت اختیار کر لے۔ اس سے ظاہر ہے کہ خلافت کا نظام دراصل نبوت کے نظام کی فرع اور اس کا تتمہ ہے اسی لئے ہمارے آقا ﷺ حدیث میں فرماتے ہیں کہ ہر نبوت کے بعد خلافت کا نظام قائم ہوتا ہے۔

خلافت کا قیام

چونکہ خلافت کا نظام نبوت کے نظام کی فرع اور اس کا تتمہ ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے قیام کو نبوت کی طرح اپنے ہاتھ میں رکھا ہے تا کہ خدا کے علم میں جو شخص بھی حاضر الوقت لوگوں میں سے اس بوجھ کو اٹھانے کیلئے سب سے زیادہ موزوں ہو وہی مسند خلافت پر متمکن ہو سکے۔ البتہ چونکہ نبی کی بعثت کے بعد مومنوں کی ایک جماعت وجود میں آچکی ہوتی ہے اور وہ نبوت کے فیض سے تربیت یافتہ بھی ہوتی ہے اسلئے خدا تعالیٰ خلافت کے انتخاب میں مومنوں کو بھی حصہ دار بنا دیتا ہے تا کہ وہ اس کی اطاعت بجا لانے اور اس کے ساتھ تعاون کرنے میں زیادہ شرح صدر محسوس کریں۔ اس طرح خلیفہ کا انتخاب ایک عجیب و غریب مخلوط قسم کا رنگ رکھتا ہے کہ بظاہر مومن انتخاب کرتے ہیں مگر حقیقۃً خدا کی تقدیر پوری ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ مومنوں کے دلوں پر تصرف فرما کر ان کی رائے کو اہل شخص کی طرف مائل کر دیتا ہے۔ اسی لئے قرآن شریف میں ہر جگہ خلفاء کے تقرر کو خدا تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب کیا ہے اور بار بار فرمایا ہے کہ خلیفہ میں بناتا ہوں۔ اور اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرنے کیلئے آنحضرت ﷺ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے متعلق حدیث میں فرماتے ہیں کہ میرے بعد خدا اور مومنوں کی جماعت ابوبکرؓ کے سوا کسی اور شخص کی خلافت پر راضی نہیں ہوں گے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی رسالہ الوصیت میں یہی نکتہ بیان فرمایا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد خدا تعالیٰ نے خود حضرت ابوبکرؓ کو کھڑا کر کے مسلمانوں کی گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیا اور حضرت ابوبکرؓ کی مثال پر خود اپنے متعلق بھی فرماتے ہیں کہ میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو خدا کی دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ ان حوالوں سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہوتی ہے کہ گو بظاہر خلافت کے تقرر میں مومنوں کی رائے کا بھی دخل ہوتا ہے لیکن حقیقتاً تقدیر خدا کی چلتی ہے۔

خلافت کی علامات

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ خلافت کی علامات کیا ہیں جن سے ایک سچے خلیفہ کو شناخت کیا جا سکے؟ سو جاننا چاہئے کہ جیسا کہ قرآن و حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک خلیفہ برحق کی دو بڑی علامتیں ہیں۔ ایک علامت وہ ہے جو سورہ نور کی آیت استخلاف میں بیان کی گئی ہے۔ یعنی لَيُمَكِّنَنَّ لهم دينهم الذى ارتضى لهم وليبدلنهم من بعد خوفهم امناً يعبدوننى لا يشركون بى شيئاً یعنی سچے خلفاء کے ذریعہ خدا تعالیٰ دین کی مضبوطی کا سامان پیدا کرتا ہے اور مومنوں کی خوف کی حالت کو امن سے بدل دیتا ہے یہ خلفاء صرف میری ہی عبادت کرتے ہیں اور میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہراتے۔ پس جس طرح ہر درخت اپنے ظاہری پھل سے پہچانا جاتا ہے اُسی طرح ہر سچا خلیفہ اپنے اس روحانی پھل سے پہچانا جاتا ہے جو اس کی ذات کے ساتھ ازل سے مقدر ہو چکا ہے۔ دوسری علامت حدیث میں بیان کی گئی ہے جو یہ ہے کہ استثنائی حالات ک چھوڑ کر ہر خلیفہ کا انتخاب مومنوں کی اتفاق رائے یا کثرت رائے سے ہونا چاہئے کیونکہ گو حقیقۃً تقدیر خدا کی چلتی ہے مگر خدا نے اپنی حکیمانہ تدبیر کے ماتحت خلفاء کے تقرر میں بظاہر مومنوں کی رائے کا بھی دخل رکھا ہوا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے تعلق میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں۔ يدفع الله ويابى المؤمنون یعنی نہ تو خدائی تقدیر ابوبکرؓ کے سوا کسی اور کو خلیفہ بننے دے گی اور نہ ہی مومنوں کی جماعت کسی اور کی خلافت پر راضی ہو گی پس ہر خلیفہ برحق کی یہ دہری علامت ہے کہ ۱۔ وہ مومنوں کے انتخاب سے قائم ہو اور ۲۔ خدا تعالیٰ اپنے فضل سے اس کی نصرت اور تائید میں کھڑا ہو جائے اور اس کے ذریعہ دین کو تمکنت پہنچے اس کے سوا بعض او علامتیں بھی ہیں مگر اس جگہ اس تفصیل کی گنجائش نہیں۔

خلافت کی برکات

جیسا کہ اُوپر بتایا گیا ہے کہ خلافت کا نظام ایک بہت ہی مبارک نظام ہے جس کے ذریعہ آفتاب نبوت کے ظاہری غروب کے بعد اللہ تعالیٰ ماہتاب نبوت کے طلوع کا انتظام فرماتا ہے اور الٰہی جماعت کو اس دھکے کے خطرات سے بچا لیتا ہے جو نبی کی وفات کے بعد نوزائیدہ جماعت پر ایک بھاری مصیبت کے طور پر وارد ہوتا ہے نبی کا کام جیسا کہ قرآن شریف کے مطالعہ سے پتہ لگتا ہے تبلیغ ہدایت کے ساتھ ساتھ مومنوں کی جماعت کی دینی تعلیم، ان کی روحانی اور اخلاقی تربیت اور ان کی تنظیم سے تعلق رکھتا ہے اور یہ سارے کام نبی کی وفات کے بعد خلیفہ ٔ وقت کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں جس کا وجود جماعت کو انتشار سے بچا کر انہیں ایک مضبوط لڑی میں پروئے رکھتا ہے۔ علاوہ ازیں نبی کا وجود جماعت کے لئے محبت اور اخلاص کے تعلقات کا روحانی مرکز ہوتا ہے جس کے ذریعہ وہ اتحاد اور یکجہتی اور باہمی تعاون کا زریں سبق سیکھتے ہیں اور خلیفہ کا وجود اس درس وفا کو جاری اور تازہ رکھنے کا ذریعہ بنتا ہے اسی لئے آنحضرت ﷺ نے جماعت کے وجود کو جو ایک ہاتھ پر جمع ہونے کی وجہ سے خلیفہ کے وجود کے ساتھ لازم و ملزوم ہے ایک بہت بڑی نعمت قرار دیا ہے اور اسے انتہائی اہمیت دی ہے اور جماعت میں انتشار پیدا کرنے والوں پر لعنت بھیجی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں من شذ شذ فى النار یعنی جو شخص جماعت سے کٹتا اور اس کے اندر تفرقہ پیدا کرتا ہے وہ اپنے لئے آگ کا رستہ کھولتا ہے اور دوسری جگہ فرماتے ہیں عليكم بسنتى وسنة الخلفاء الراشدين المهديين یعنی اے مسلمانو تم پر تمام دینی امور میں میری سنت پر عمل کرنا فرض ہے اور میرے بعد میرے خلفاء کے زمانہ میں اُن کی سنت پر عمل کرنا بھی واجب ہو گا کیونکہ وہ خدا کی طرف سے ہدایت یافتہ ہوں گے۔ پس خلافت کا نظام ایک نہایت ہی بابرکت نظام ہے جس کے ذریعہ جماعتی اتحاد اور مرکزیت کے علاوہ جس کی ہر نوزائیدہ جماعت کو بھاری ضرورت ہوتی ہے نبوت کا نور جماعت کے سر پر جلوہ افروز رہتا ہے اور یہ ایک بہت بڑی نعمت اور بہت بڑی برکت ہے۔

خلافت کے اختیارات

اگلا سوال خلافت کے اختیارات سے تعلق رکھتا ہے سو اس سوال کے جواب کو سمجھنے کیلئے بنیادی نکتہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ خلافت ایک روحانی نظام ہے جس میں حکومت کا حق اوپر سے نیچے کو آتا ہے اور چونکہ خلافت کا نظام نبوت کے نظام کی فرع ہے او ردوسری طرف شریعت ہمیشہ کیلئے مکمل ہو چکی ہے اسلئے جس طرح شریعت کے حدود کے اندر اندر نبوت کے اختیارات وسیع ہیں اسی طرح شریعت اور سنت نبوت کی حدود کے اندر اندر خلافت کے اختیارات بھی وسیع ہیں یعنی ایک خلیفہ اسلامی شریعت کی حدود کے اندر اندر اور اپنے متبوع کی سنت کے تابع رہتے ہوئے الٰہی جماعت کے نظم ونسق میں وسیع اختیارات رکھتا ہے۔ موجودہ زمانہ کے جمہوریت زدہ نوجوان اس بات پر حیران ہوتے ہیں کہ ایک واحد شخص کے اختیارات کو اتنی وسعت کس طرح حاصل ہو سکتی ہے لیکن انہیں سوچنا چاہئے کہ اوّل تو خلافت کسی جمہوری اور دنیوی نظام کا حصہ نہیں۔ بلکہ روحانی اور دینی نظام کا حصہ ہے جس کا حق خدا تعالیٰ کے ازلی حق کا حصہ بن کر اُوپر سے نیچے کو آتا ہے اور خدا کا سایہ خلفاء کے سر پر رہتا ہے دوسرے جب ایک خلیفہ کیلئے شریعت کی آہنی حدود متعین ہیں اور نبی متبوع کی سنت کی چاردیواری بھی موجود ہے تو ان ٹھوس قیود کے ماتحت اس کے اختیارات کی وسعت پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟ نبی کے بعد خلیفہ کا وجود یقیناً ایک نعمت اور رحمت ہے اور رحمت کی وسعت بہر حال برکت کا موجب ہوتی ہے نہ کہ اعتراض کا با ایں ہمہ اسلام یہ ہدایت دیتا ہے کہ چونکہ خلیفہ کے انتخاب میں بظاہر لوگوں کی رائے کا بھی دخل ہوتا ہے اسلئے اسے تمام اہم امور میں مومنوں کے مشورہ سے کام کرنا چاہئے بے شک وہ اس بات کا پابند نہیں کہ لوگوں کے مشورہ کو ہر صورت میں قبول کرے لیکن وہ مشورہ حاصل کرنے کا پابند ضرور ہے تا کہ اس طرح ایک طرف تو جماعت میں ملی اور دینی سیاست کی تربیت کا کام جاری رہے اور دوسری طرف عام کاموں میں مشورہ

قبول کرنے سے جماعت میں زیادہ بشاشت کی کیفیت پیدا ہو لیکن خاص حالات میں واذا عزمت فتوکل علی الله کا مقام بھی قائم رہے۔ یہ ایک بہت لطیف فلسفہ ہے۔

خلافت سے عزل کا سوال

جن لوگوں نے خلافت کے مقام کو نہیں سمجھا وہ بعض اوقات اپنی نادانی سے خلیفہ کے عزل کے سوال میں اُلجھنے لگتے ہیں وہ دُنیا کے جمہوری نظاموں کی طرح خلافت کو بھی ایک دُنیوی نظام خیال کر کے حسب ضرورت خلیفہ کے عزل کا رستہ تلاش کرنا چاہتے ہیں۔ یہ ایک انتہا درجہ کی جہالت کا خیال ہے جو خلافت کے حقیقی مقام کو نہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے حق یہ ہے کہ جیسا کہ اُوپر بتایا گیا ہے خلافت ایک روحانی نظام ہے جو خدا تعالیٰ کے خاص تصرف کے ماتحت نبوت کے تتمہ اور تکملہ کے طور پر قائم کیا جاتا ہے اور گو اس میں مصلحت الٰہی سے بظاہر لوگوں کی رائے کا بھی دخل ہوتا ہے مگر حقیقۃً وہ خدا تعالیٰ کی خاص تقدیر کے ماتحت قائم ہوتا ہے اور پھر وہ ایک اعلیٰ درجہ کا الٰہی انعام بھی ہے پس اس کے متعلق کسی صورت میں عزل کا سوال پیدا نہیں ہوسکتا۔ اسی لئے حضرت عثمانؓ کی خلافت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ ’’خدا تجھے ایک قمیص پہنائے گا مگر منافق لوگ اُسے اُتارنا چاہیں گے لیکن تم اسے ہرگز نہ اُتارنا‘‘ اس مختصر ارشاد میں خلافت کے بابرکت قیام اور عزل کی ناپاک تحریک کا سارا فلسفہ آجاتا ہے۔ پھر نادان لوگ اتنا بھی نہیں سوچتے کہ اگر باوجود اس کے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اس کے عزل کا سوال اٹھ سکتا ہے تو پھر نعوذ باللہ ایک نبی کے عزل کا سوال کیوں نہیں اُٹھ سکتا؟ پس حق یہی ہے کہ خلفاء کے عزل کا سوال بالکل خارج از بحث ہے اور انبیاء کی طرح ان کے مزعومہ عزل کی ایک ہی صورت ہے کہ خدا انہیں موت کے ذریعہ دنیا سے اُٹھا لے خوب یاد رکھو کہ خلافت کے عزل کا سوال خلافت کے قیام کی فرع ہے نہ کہ ایک مستقل سوال۔ پس اگر یہ ایک حقیقت ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں اس نے بار بار اعلان فرمایا ہے اور جیسا کہ ہمارے آقا ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عثمانؓ کے معاملہ میں صراحت فرمائی ہے تو عزل کا سوال کسی سچے مومن کے دل میں یک لحہ کیلئے بھی پیدا نہیں ہوسکتا۔ اسلام تو اس ضبط و نظم کا مذہب ہے کہ اس نے دنیوی حکمرانوں کے متعلق بھی جو محض لوگوں کی رائے سے یا ورثہ کی صورت میں قائم ہوتے ہیں تعلیم دی ہے کہ ان کے خلاف سر اٹھانے اور ان کے عزل کی کوشش کرنے کے درپے نہ ہو الا ان تروا کفرا بواحا (سوائے اس کے کہ تم ان کے رویہ میں خدائی قانون کی صریح بغاوت پاؤ) تو کیا وہ خدا کے بنائے ہوئے خلفاء اور نبی کے مقدس جانشینوں کے متعلق عزل کی اجازت دے سکتا ہے۔

خلافت کا زمانہ

بالآخر اس بحث میں خلافت کے زمانہ کا سوال پیدا ہوتا ہے سو ظاہر ہے کہ جب خلافت خدا کا ایک انعام ہے اور وہ نبوت کے کام کی تکمیل کیلئے آتی ہے تو لازماً اس کے قیام کی دو ہی شرطیں سمجھی جائیں گی اول یہ کہ خدائے حکیم و علیم کے علم میں مومنوں کی جماعت میں اس کی اہلیت رکھنے والے لوگ موجود ہوں اور دوسرے یہ کہ نبوت کے کام کی تکمیل کیلئے اس کی ضرورت باقی ہو اور چونکہ یہ دونوں باتیں خدا تعالیٰ کے مخصوص علم سے تعلق رکھتی ہیں اسلئے کسی دور میں خلافت کے زمانہ کا علم بھی صرف خدا کو ہی ہوسکتا ہے قرآن شریف میں خدا تعالیٰ نبوت کے متعلق فرماتا ہے اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ یعنی اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اپنی رسالت کس کے سپرد کرے اور چونکہ خلافت کا نظام بھی نبوت کے نظام کی فرع ہے اس لئے اس کے لئے بھی یہی قانون نافذ سمجھا جائے گا جو اس لطیف آیت میں نبوت کے متعلق بیان کیا گیا ہے۔ اب چونکہ حیث کا لفظ جو اس آیت میں رکھا گیا ہے عربی زبان میں ظرف مکان اور ظرف زمان دونوں طرح استعمال ہوتا ہے اسلئے اس آیت کے مکمل معنی یہ بنیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہی اس بات کو بہتر جانتا ہے کہ نبوت اور اس کی اتباع میں خلافت پر کس شخص کو فائز کرلے اور پھر کس عرصہ تک کے لئے اس انعام کو جاری رکھے پس جب تک کسی الٰہی جماعت میں خلافت کی اہلیت رکھنے والے لوگ موجود رہیں گے اور پھر جب تک خدا کے علم میں کسی الٰہی جماعت کے لئے نبوت کے کام کی تکمیل اور اس کی تخم ریزی کے نشو و نما کی ضرورت باقی رہے گی خلافت کا سلسلہ جاری رہے گا۔ اور اگر کسی وقت ظاہری اور تنظیمی خلافت کا دور دبے گا تو اس کے مقابل پر اسلام کی خدمت کے لئے روحانی خلافت کا دور اُبھر آئے گا۔ اور اس طرح انشاء اللہ اسلام کے باغ پر کبھی دائمی خزاں کا غلبہ نہیں ہوگا۔ وذلک تقدیر العزیز الحکیم ولا حول ولا قوۃ الّا باللہ العظیم۔

(الفرقان ستمبر اکتوبر 1956)

(مرسلہ:۔ مکرم محمد عبدالسلام صاحب طارق
مرکزی لائبریری قادیان)

بقیہ صفحہ: (۹)

پس ان واقعات سے اور اِن جیسے دوسرے واقعات سے جو تاریخوں میں ملتے ہیں یہ ثابت ہے کہ اسلامی حکومت لوگوں کے دلوں کو فتح کرتی تھی جس کی وجہ سے وہ ملک امن کا گہوارہ بن جاتا تھا اور ملکوں کے باشندے دل سے اس حکومت کو چاہتے تھے۔ اسلام نے جو حکومت کے اصول قرآن میں پیش کئے ہیں وہ تفسیر کبیر کی جلد ششم جزو چہارم کے صفحہ ۶۶ پر درج ہیں طوالت کے باعث درج نہیں کئے۔ اور یہ سارا اقتباس اسی تفسیر سے لیا گیا ہے۔

غرض آیت استخلاف جو سورہ نور میں ہے اس مضمون پر ایسی روشن دلیل ہے کہ شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی۔ مسلمانوں کو یہ وعدہ ملتا ہے کہ جس طرح موسوی اُمت کو خدا تعالیٰ نے برکتیں عطا کی تھیں۔ آنحضرت صلعم کے ذریعہ جو مثیل موسیٰ بھی ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے افضل بھی ہیں یہ برکات دنیا میں ظاہر ہو کر رہیں گی اور خاص طور پر جب مسیح محمدی کے ظہور سے قبل دنیا ظلم سے بھر جائے گی آپ کی بعثت کے بعد خدا تعالیٰ آپ کی خلافت جو بحثیت خاتم الخلفاء ہو گی اُس کی برکات دنیا میں پے در پے اور مسلسل پھیلائے گی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ بھی خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا جو حضور نے اس طرح پیش فرمایا ہے:

’’خدا تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے صاف لفظوں میں فرمایا ہے۔

ترجمہ: میں فتاح ہوں۔ تجھے فتح دونگا ایک عجیب مدد تو دیکھے گا اور منکر یعنی بعض اُن کے جن کی قسمت میں ہدایت مقدر ہے اپنے سجدہ گاہوں پر گریں گے یہ کہتے ہوئے اے ہمارے رب ہمارے گناہ بخش ہم خطا پر تھے۔ یہ صدق کے جلابیب ہیں جو ظاہر ہونگے۔ سو جیسا کہ تجھے حکم کیا گیا ہے استقامت اختیار کر کہ خوارق یعنی کرامات اس محل پر ظاہر ہوتی ہیں جو انتہائی درجہ صدقی اقدام کا ہے۔ تو سارا خدا کیلئے ہو جا۔ تو سارا خدا کے ساتھ ہو جا۔ خدا تجھے اس مقام پر اُٹھائے گا جس سے تو تعریف کیا جائے گا اور ایک الہام میں چند دفعہ تکرار اور کس قدر اختلاف کے ساتھ فرمایا کہ میں تجھے عزت دونگا۔ اور بڑھاؤں گا اور تیرے آثار میں برکت رکھ دوں گا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اب اے مولویو! اے بخل کی سرشت والو۔ اگر طاقت ہے تو خدا تعالیٰ کی ان پیشگوئیوں کو ٹال کر دکھلاؤ۔ ہر ایک قسم کے فریب کام میں لاؤ اور کوئی فریب اُٹھا نہ رکھو۔ پھر دیکھو کہ آخر خدا تعالیٰ کا ہاتھ غالب رہتا ہے۔ یا تمہارا والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

(منقول از مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد اوّل صفحہ ۳۱۰، ۳۱۱)

جن برکات و فیوض خداوندی کا ظہور سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع ہوا اور آپ کے بعد آپ کے خلفاء اور جانشینوں کے ذریعہ یہ فیضان برکات جاری و ساری ہے حضور کی بعثت اولیٰ میں بڑی شان سے یہ برکات ظہور میں آچکی ہیں خلافت راشدہ کے ذریعہ اور اسلامی بادشاہوں کے ذریعہ اور بعثت ثانی میں حضرت خاتم الخلفاء مسیح موعود مہدی معہود علیہ السلام کے ذریعہ اور آپ کے بعد خلافت علیٰ منہاج نبوۃ کے ذریعہ بفضلہٖ یہ برکات دنیا کے چپہ چپہ کو ان برکات سے فیضیاب کر رہی ہیں۔ حضور کے بعد تیسری خلافت میں جناب ایف ایم سنگھاٹے جنرل گیمبیا کو پہلے احمدی بادشاہ کے طور پر یہ برکت نصیب ہوئی اُس کے بعد خلافت رابعہ کے دور میں خدا تعالیٰ نے برطانیہ کے دارالحکومت لنڈن میں ساری دنیا کو یہ نظارہ M.T.A. پر دکھا دیا کہ دوران سال ۲۰۰۰ء ۳۹ بادشاہوں کو قبول احمدیت کی توفیق ملی فالحمدللہ علیٰ ذالک۔ گویا اب اِس کامل غلبہ دین اسلام کے سلسلہ میں یہ عظیم خوش خبری جماعت نے پوری ہوتی اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے۔ اور چشم بینا رکھنے والوں کی بھاری تعداد اِس سے واقف ہے۔ جب یہ دائرہ برکات روحانی طور پر خلافت احمدیہ اور دنیاوی طور پر بادشاہوں اور سربراہوں کے قبول احمدیت کے بعد عالم انسانیت کی بے نظیر خدمات سرانجام دے گا اور یہ سعادت نصیب ہوگی کہ وہ دنیا کو نئی زمین اور نیا آسمان دکھا سکیں اور مسیح موعود علیہ السلام کی دُعائیں حجابات کے پردوں کو دور کر کے تمام عالم انسانیت کو رحمتی وسعت کل شیئی کا نظارہ نہ صرف دکھا دیں گے بلکہ ہر فرد ان برکات سے مالا مال ہو کر خدا کی حمد و شکر کے ترانے گاتا نظر آئے گا۔ انشاء اللہ

دعاؤں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی | اسد محمود بانی
کلکتہ
BANI®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات
Our Founder :
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908-1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES | BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700 072
Ph: SHOWROOM : 237-2185.236-9893 WAREHOUSE : 343-4006, 343-4137 RESI : 236-2096, 236-4696, 237-8749 FAX : 91-33-236-9893

برکات خلافت

محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب صدر مجلس وقفِ جدید

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے
ا-تَبٰرَکَ اسْمُ رَبِّکَ (رحمٰن) ۲- فتبارک اللہ رب العلمین (اعراف)

ا-ترجمہ: تیرے رب کا نام بہت برکت والا ہے۔ ۲- اللہ بہت برکت والا ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔

اِن آیات سے ثابت ہے کہ تمام برکات ارضی و سماوی کا سرچشمہ خدا تعالیٰ کی ذات بابرکات ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر خدا تعالیٰ نے یہ حقیقت بذریعہ الہام بھی ظاہر فرمائی ہے فرمایا کل برکۃِ من محمد فتبارک من علم و تعلم۔ کہ تمام برکتیں بطفیل محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیا ہی بابرکت وجود ہے جس نے خدا سے یہ برکات حاصل کیں اور کیا ہی بابرکت وہ وجود ہے جس نے آپ کی اتباع کامل سے ان برکات کو حاصل کیا۔ چنانچہ اِسی مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شرح وبسط کے ساتھ ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں:

بعض صاحب آیت وعداللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوالصٰلحٰتِ یَستخلِفَنَّھُمْ فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم کی عمومیت سے انکار کر کے کہتے ہیں کہ منکم سے صحابہؓ ہی مراد ہیں اور خلافت راشدہ اُنہی کے زمانہ تک ختم ہو گئی اور پھر قیامت تک اسلام میں اس خلافت کا نام و نشان نہیں ہوگا۔ گویا ایک خواب و خیال کی طرح اس خلافت کا صرف تیس برس ہی دور تھا اور پھر ہمیشہ کیلئے اسلام ایک لازوال نحوست میں پڑ گیا"۔

"ان آیاتؓ کو اگر کوئی شخص تامل اور غور کی نظر سے دیکھے تو میں کیونکر کہوں کہ وہ اس بات کو سمجھ نہ جائے کہ خدا تعالیٰ اس اُمّت کیلئے خلافت دائمی کا صاف وعدہ فرماتا ہے۔ اگر خلافت دائمی نہیں تھی تو شریعت موسوی کے خلیفوں سے تشبیہ دینا کیا معنے رکھتا تھا"۔

"چونکہ کسی انسان کیلئے دائمی طور پر بقا نہیں۔ لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو کہ جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کیلئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانے میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے پس جو شخص خلافت کو صرف تیس برس تک مانتا ہے۔ وہ اپنی نادانی سے خلافت کی علت غائی کو نظر انداز کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ تو ہرگز نہیں تھا کہ رسول کریمؐ کی وفات کے بعد صرف تیس برس تک رسالت کی برکتوں کو خلیفوں کے لباس میں قائم رکھنا ضروری ہے۔ پھر بعد اس کے دنیا تباہ ہو جائے تو ہو جائے کچھ پرواہ نہیں"۔
(شہادت القرآن صفحہ ۲۲ روحانی خزائن جلد ۶)

یہ مندرجہ بالا وعدہ مسلمانوں کے ساتھ سورہ نور میں کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وعداللہُ الذین اٰمنوا منکم وعملوالصٰلحٰتِ لَیستَخْلِفَنَّھُمْ فی الارض کما استخلف الذین منَ قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضٰی لَھم ولیُبدِّ لنھم من بعد خوفھم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئًا وَمن کفر بعد ذٰلک فاولٰئِکَ ھم الفاسقون (سورہ نور) ترجمہ کہ اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والوں اور نیک اعمال بجالانے والوں سے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں ضرور ملک میں بادشاہ بنا دے گا۔ وہ ایسی شان اور عظمت رکھنے والے بادشاہ ہونگے۔ جیسے پہلی منعم علیہ قوموں میں ہوئے ہیں۔ اُن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اسلام کے اعلیٰ اور افضل احکام جاری کر دے گا۔ اور اس وقت جو مسلمانوں کی خوف کی حالت ہے یا آئندہ جو بھی خوف کی حالت پیدا ہو گی۔ اُس کو امن میں بدل دے گا۔ یہ بادشاہ میری عبادت کو دنیا میں قائم کریں گے۔ اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ پس ان انعامات کے بعد جو میری نعمتوں کی ناشکری کرے گا اور صحیح طریق حکومت کو چھوڑ کر غلط راستہ اختیار کرے گا۔ وہ فاسق ہو گا۔

مذکورہ بالا آیات میں مسلمانوں سے وعدہ کیا گیا ہے لَیَستَخلِفَنَّھُمْ فی الارض یعنی وہ اُن کو ملک میں خلفا بنا دیگا۔ خلفاء خلیفہ کی جمع ہے اور خلیفہ کے معنے ہیں:

ا-مَن یَخلُف غیرَہٗ وَیَقُوْمُ مَقامَہٗ یعنی جو کسی کے قائمقام ہو کر وہی کام کرے جو اصل وجود کام کر رہا ہوتا ہے۔

۲-والسلطانُ الْاَعْظَمُ۔ سب سے بڑا بادشاہ

۳- دَفی الشَّرعِ الْاِمَامُ الَّذِیْ لَیسَ فَوْقَہٗ اِمَامٌ اور شرعی اصطلاح میں خلیفہ اُس امام کو کہتے ہیں جس کے اوپر اُس زمانہ میں کوئی امام نہ ہو۔ (اقرب)

پھر اَلْخِلَافَۃُ کے معنے کرتے ہوئے اقرب الموارد میں لکھا ہے:

ا- اَلْاَمَارَۃُ یعنی خلافت کے ایک معنے حکومت کے ہیں۔

۲- النیابَۃُ عَنِ الْغَیرِ اِمالغیابَۃِ الْمَنُوبِ عَنْہُ اَوْ لِمَوْتِہٖ۔ کہ خلافت کے معنے ہیں کسی کا نائب اور قائمقام ہو کر وہی کام کرنا جو اصل وجود کام کر رہا تھا اور یہ نیابت یا تو اس لئے ہو کہ اصل وہاں موجود نہیں۔ یا اصل وفات پا گیا ہے اب اُس کے کام کو جاری رکھنے کی ضرورت ہے۔ (اقرب)

پس لغت کے ان معنوں کے لحاظ سے لَیَستَخلِفَنَّھُمْ کے مندرجہ ذیل معنے ہونگے۔

ا-اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ تمہیں ضرور ملک میں بہت بڑے خلفاء اور بادشاہ بنا دے گا۔

۲- یہ بادشاہت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت میں ہو گی۔ یعنی جو کام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سرانجام دے رہے ہیں۔ وہی کام ان کو سرانجام دینا ہو گا۔

الغرض مومنوں سے یہ وعدہ کیا گیا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ انہیں حکومت عطا کریگا۔ اور وہ حکومت بھی الٰہی منشاء کے مطابق ہو گی۔ پھر مَن کَفرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰئِکَ ھم الفاسِقُوْن کے الفاظ میں یہ بھی بتا دیا کہ خلافت در حقیقت خدا تعالیٰ کی نمائندگی میں ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ کی صفات کو ظاہر کرنے والی ہوتی ہے۔ جو اس کام کا انکار کرتا ہے وہ در حقیقت خدا تعالیٰ سے عہد مودّت توڑتا ہے۔ احادیث میں آتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کے بعد خلافت ہو گی یعنی ایسے وجود ہونگے جو اللہ تعالیٰ کی صفات کو جاری رکھنے والے ہونگے لیکن اُن کے بعد یہ حالت بدل جائے گی۔ اور دوسری قوموں کی نقل میں مسلمان بھی استبدادی حکومت کے شائق ہو جائیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ دوبارہ صحیح خلافت کو قائم کرے گا۔ جو خدا تعالیٰ کے منشاء کو پورا کرنے والی ہو گی۔ چنانچہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

قَالَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تَکُوْنُ النبوَّۃُ فیکُمْ مَاشاء اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعالیٰ ثُمَّ تَکُوْنُ خِلافۃٌ عَلٰی مِنھَاجِ النَّبُوَّۃ مَاشَاءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ مُلْکًا عَاضًا مَاشاء اللّٰہُ اَنْ یَّکُوْنَ ثُمَّ یَرفعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ مُلْکًا جَبْرِیَّۃً فَیَکُوْنُ مَاشَاء اللّٰہُ اَنْ یَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہ تعالیٰ ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَۃٌ عَلٰی مِنْھَاجِ النَّبُوَّۃ (مشکوٰۃ)

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ عرصہ جب تک اللہ تعالیٰ چاہے نبوت کا زمانہ رہے گا۔ پھر خلافت نبوت کے طریق پر قائم ہو گی اور اس وقت تک رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ کا منشاء ہو گا۔ پھر وہ ختم ہو جائے گی اور بادشاہت کا دروازہ کھل جائے گا اور کچھ عرصہ تک جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا کھلا رہے گا۔ پھر اُس کے بعد جابر حکومتیں شروع ہو نگی پھر اللہ تعالیٰ اُن کو ختم کر دیگا۔ اور اس کے بعد نبوت کے طریق پر خلافت قائم ہو گی۔ چنانچہ یہ وعدے پورے ہوئے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں مسلمانوں کو حکومت مل گئی اور آپ کے بعد کچھ عرصہ تک حکومت قائم رہی۔ لیکن بعد ازاں یہ حکومت عام دنیوی حکومتوں کی طرح بن گئی۔ اب اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا ہے اور پیشگوئی کے مطابق آپ کے ذریعہ ایسی حکومتوں کی بنیاد پڑ گئی جو بجائے دنیا کی طالب ہونے کے روحانی اور اخلاقی اقدار کو قائم کرنے کی کوشش کریں گی اور ظلم اور استبداد کا خاتمہ ہو جائے گا۔ غرض یہ سب وعدے چونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے تھے اس لئے بہر حال انہوں نے پورا ہونا تھا اور مسلمان ان پر پورے وثوق اور یقین سے قائم تھے اور اِسی کے پیش نظر اُن کو ابتدائی زمانہ میں یہ اعلان کرنے کا حکم دے دیا گیا کہ اے منکرو لکم دینکم ولی دین تمہاری ظالمانہ حکومت تم ہی کو بجتی ہے۔ ہم تو ظلم و استبداد کو جائز نہیں سمجھتے۔ بلکہ اس کو مٹانے کیلئے کھڑے ہوئے ہیں۔ تمہاری حکومتوں میں مذہبی آزادی نہیں اور مسلمان ایسی حکومتوں سے نہ صرف خود آزاد ہونا چاہتے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی آزاد کرائیں گے۔ اور ایسی حکومت قائم کریں گے۔ جو ہر قسم کی خیر وبرکت اپنے اندر لئے ہوئے ہو گی۔ چنانچہ اسلام کے ذریعہ جو حکومت قائم ہوئی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائی اور یہودی خود چاہتے تھے کہ اسی حکومت کے ماتحت رہیں۔ تاریخوں میں آیا ہے کہ ملک شام کی فتوحات میں جب حمص پر قبضہ کے بعد دوبارہ دشمن کے حملہ کا خطرہ ہوا تو مسلمانوں نے حمص کو خالی کر دیا۔ اور وہاں کے عیسائی باشندوں سے جو جزیہ لیا گیا تھا۔ وہ سب کا سب واپس کر دیا۔ اور اُن کو کہہ دیا کہ یہ رقم ہم نے اس معاہدہ کے ماتحت لی تھی کہ مسلمان تمہاری حفاظت کریں گے۔ لیکن اس وقت ہماری ایسی نازک حالت ہے کہ ہم تمہاری حفاظت نہیں کر سکتے۔ اس لئے تمہاری رقم تمہیں واپس کی جاتی ہے۔ چنانچہ کئی لاکھ کی رقم جو وصول کی گئی تھی واپس کر دی گئی۔ عیسائیوں پر اس واقعہ کا اس قدر اثر ہوا کہ وہ روتے جاتے تھے اور جوش کے ساتھ کہتے جاتے تھے کہ خدا تم کو واپس لائے۔ یہودیوں پر اس سے بھی زیادہ اثر ہوا۔ انہوں نے کہا توراۃ کی قسم جب تک ہم زندہ ہیں قیصر حمص پر قبضہ نہیں کر سکتا۔
(فتوح البلدان بلاذری صفحہ ۱۳۷ و کتاب الخراج للامام ابی یوسف صفحہ ۱۸۱)

باقی صفحہ (8) پر ملاحظہ فرمائیں

جماعتی عہدے ایک قیمتی امانت ہیں

از۔مکرم محترم محمد انعام صاحب غوری ناظر اصلاح و ارشاد قادیان

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ بَیْنَمَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی مَجْلِسٍ یُحَدِّثُ الْقَوْمَ جَاءَہٗ اَعْرَابِیٌّ فَقَالَ مَتَی السَّاعَۃَ ...... قَالَ فَاِذَا ضُیِّعَتِ الْاَمَانَۃُ فَانْتَظِرِ السَّاعَۃَ فَقَالَ کَیْفَ اِضَاعَتُھَا قَالَ اِذَا وُسِّدَ الْاَمْرُ اِلٰی غَیْرِ اَھْلِہٖ فَانْتَظِرِ السَّاعَۃَ

(بخاری کتاب العلم)

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت نبی کریم ﷺ لوگوں میں تشریف فرما ہو کر باتیں کر رہے تھے اتنے میں ایک اعرابی (دیہاتی آدمی) آیا اور اُس نے دریافت کیا قیامت کب آئے گی؟ آپؐ نے فرمایا جب امانتوں کا ضیاع عام ہو جائے گا تو قیامت کو قریب سمجھو۔ اُس نے کہا امانت کے ضیاع سے کیا مطلب ہے آپؐ نے فرمایا جب ذمہ داریاں نااہلوں کو سونپ دی جائیں تو قیامت کا انتظار کرو۔

قرب قیامت کے ضمن میں مختلف احادیث بیان ہوئی ہیں۔سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے اس ایک سوال کے جواب میں مختلف ارشادات فرمائے ہیں ان کی تفصیل میں جانے کا موقع نہیں۔ اس وقت صرف نظام جماعت کے استحکام کو ملحوظ رکھتے ہوئے امانت کی حفاظت کے پہلو کو اُجاگر کرنا مقصود ہے۔

لیکن اس سے پہلے ''قیامت'' کے متعلق یہ وضاحت کردینی ضروری ہے کہ قرآن کریم اور احادیث میں قیامت کا لفظ مختلف معنوں میں استعمال ہوا ہے ایک معروف قیامت تو وہ ہے جب ہماری اس کائنات کی صف لپیٹ دی جائے گی لیکن اس سے پہلے پہلے کئی طرح کی قیامتوں کے وارد ہونے کا ذکر ملتا ہے قوموں کے عروج و زوال کو بھی قرآن کریم نے قیامت سے تعبیر فرمایا ہے چنانچہ مذکورہ بالا حدیث میں یہی مضمون بیان ہوا ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَھْلِھَا وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ اِنَّ اللّٰہَ نِعِمَّا یَعِظُکُمْ بِہٖ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ سَمِیْعًا بَصِیْرًا۔ (سورۃ النساء آیت ۵۹)

ترجمہ:۔اللہ تمہیں یقیناً حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے مستحقوں کے سپرد کرو اور یہ کہ جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل سے فیصلہ کرو اللہ جس بات کی تمہیں نصیحت کرتا ہے وہ یقیناً بہت ہی اچھی ہے۔اللہ یقیناً بہت سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ اس آیت کے ضمن میں فرماتے ہیں:۔

''اس جگہ حکومت کا ذکر ہے اور آیت کا مطلب یہ ہے کہ حکام کو جب چنو تو اہل دیکھ کر چنو رعایت یا جنبہ داری سے کام نہ لو۔ پھر دوسرا حصہ منتخب حکام کو مخاطب کرکے بیان کیا ہے کہ اے حکام جب تم چنے جاؤ تو ہمیشہ عدل اور انصاف کو مدنظر رکھو اور جنبہ داری سے کام نہ لو'' (تفسیر صغیر)

حقیقت یہی ہے کہ دنیاوی طور پر جب کسی قوم پر نااہل حکام مسلط ہو جاتے ہیں تو دنیاوی لحاظ سے اُس قوم کی تباہی اور قیامت لازمی نصیب بن جاتی ہے اسی طرح دینی اور مذہبی لحاظ سے جب کوئی قوم نفس پرست اور غیر متقی ملاؤں کی غلامی میں چلی جاتی ہے تو وہ دینی اور مذہبی لحاظ سے بھی تباہی اور قیامت سے دوچار ہو جاتی ہے۔ایسی ہی قیامتوں کے دور کیلئے ایک امام مہدی اور حکم اور عدل کی حضرت رسول کریم ﷺ نے بشارت عطا فرمائی تھی۔سو الحمد للہ کہ سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ السلام کے ذریعے ایک ایسی پاک جماعت قائم ہو چکی ہے جو دینی اور دنیاوی لحاظ سے امانتوں کی حفاظت میں کوشاں ہے۔اور حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد دائمی بشارتوں کے مطابق خلافت علیٰ منہاج نبوت کی بابرکت قیادت میں ایک مستحکم نظام جماعت سے فیضیاب ہو رہی ہے بالخصوص جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعودؓ نے افراد جماعت کی تعلیمی و تربیتی ضروریات کو ملحوظ رکھتے ہوئے نظام جماعت کے مختلف شعبے قائم فرمائے اور ان شعبوں کی رضاکارانہ نگرانی کیلئے جماعت کو یہ سلیقہ سکھا دیا کہ وہ باصلاحیت افراد کا انتخاب کیا کریں۔ اور پھر ان رضاکار منتخب سیکرٹریوں کا یہ فرض قرار دیا کہ وہ اس امانت کا حق ادا کریں جس کے وہ امین بنائے گئے ہیں۔چونکہ ان دنوں جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان میں نظارت علیا قادیان کی زیر ہدایات رضاکار عہدیداروں کے اگلی ٹرم کیلئے انتخابات ہو رہے ہیں اسلئے انتخاب کرنے والوں اور منتخب ہونے والوں دونوں کے ذہنوں میں امانت کا مضمون مستحضر کرنے کی غرض سے یہ مختصر مضمون تحریر کیا جا رہا ہے۔

اور اس ضمن میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات جمعہ میں سے چند اقتباسات پیش کئے جا رہے ہیں۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبہ جمعہ ۴ دسمبر ۱۹۹۲ میں سورۂ نساء کی مذکورہ بالا آیت نمبر ۵۹ کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''امانت ہی میں جماعت احمدیہ کی بقاء ہے امانت ہی کے نتیجہ میں ہمیں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اس دُنیا میں بھی سرخروئی نصیب ہوئی ہے اور آخرت میں بھی سرخروی نصیب ہونی ہے ۔ امانت کے بغیر نظام جماعت کا کوئی تصور ہی باقی نہیں رہتا۔ پس پہلے تو اپنی ذاتی امانتوں کی روز مرہ کے معاملات میں حفاظت کریں۔آپ کو دنیا کے معاملات میں بھی اور دین کے معاملات میں بھی امین بنایا گیا ہے۔دُنیا کے معاملات میں بچوں کی امانت ہے بیوی کی امانت ہے دوستوں کی امانت ہے۔تجارت کے معاملات میں ایک دوسرے کی امانتیں ہیں ان ساری باتوں میں امانت کا حق ادا کریں۔امین بن جائیں جب امین بنتے ہیں تو پھر خدا کی امانت کا بوجھ اُٹھانے کی اہلیت رکھتے ہیں جب تک آپ دنیا میں امین نہیں بنیں گے اللہ کی امانت کو اُٹھانے کی اہلیت ہی آپ میں پیدا نہیں ہوسکتی ۔ چنانچہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کو بچپن سے جو امین کہا جاتا تھا تو دراصل اُسی وقت اعلان ہوگیا تھا دنیا میں لوگوں کے منہ سے جو باتیں نکل رہی تھیں کہ یہ امین ہے یہ امین ہے۔جس گلی سے گزرتے تھے امین امین کی آوازیں اُٹھتی تھیں۔ یہ مستقبل میں ہونے والے ایک عظیم واقعہ کی طرف اشارہ تھا یہ بتایا جا رہا تھا کہ خدا اپنی امانت امینوں کے سپرد فرمایا کرتا ہے اور آج اگر کوئی امانت کا اہل ہے تو یہ شخص ہے ...... میں نے جہاں تک نبوت کی تاریخ کا مطالعہ کیا ہے میرے علم میں ایک بھی ایسا نبی نہیں آیا جس کی قوم نے ہی یہ دعویٰ کیا ہو کہ اُس کے نبی بننے سے پہلے لوگ اس کو امین کہا کرتے تھے۔ سارے مذاہب کی تاریخ کا آپ مطالعہ کرلیں کچھ نبی ہیں جو خدا بنا لیئے گئے۔ کچھ خدا کے بیٹے بنالئے گئے مگر سارے عالم میں چراغ لیکر ڈھونڈیں میرے آقا محمدؐ جیسا تمہیں کہیں نظر نہیں آئے گا۔ وہ ایک ہی نبی اور ایک ہی نبی ہے جس کے متعلق بچپن ہی سے ساری قوم گواہیاں دیتی تھی۔ کہ یہ امین ہے یہ امین ہے یہ امین ہے یہ امین ہے۔ پس آپ کو اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ دنیا میں آپ امین بنتے ہیں تو خدا کی امانت اٹھانے کی اہلیت رکھتے ہیں اس کے بغیر امانت کا بوجھ اُٹھانے کی اہلیت نہیں رکھتے ۔ پس روزمرہ کی امانت کا ذکر چلا کر اب میں دینی امانتوں کی طرف اس لئے آرہا ہوں کہ پہلے اپنے اندر امانت کا بوجھ اٹھانے کی اہلیت پیدا کریں۔ روزمرہ کے معاملات میں امین بنیں تب اس لائق بنائے جائیں گے کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کی امانت میں آپ کے مددگار بن سکیں۔اسکے بغیر نہیں۔

پس اگلی امانتیں یا دینی امانتیں جو ہیں ان کا سفر شروع ہوتا ہے۔ ووٹ دینے کے ساتھ مثلاً جماعتوں میں جہاں جہاں بھی عہدیدار چنے جاتے ہیں وہاں امانت کے ساتھ فیصلہ کرنا کہ کون اہلیت رکھتا ہے بہت ہی بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ آنحضرت ﷺ نے جو فرمایا ہے کہ مشورہ دینے والا امین ہوتا ہے تو دیکھیں کہ کس لطافت کے ساتھ اس مضمون پر مزید روشنی ڈالی ہے۔ووٹ دینا دراصل مشورے کا ہی ایک رنگ ہے۔ عوامی مشورے ووٹ کے ذریعے حاصل کئے جاتے ہیں۔تو آپ نے ووٹ کے ذکر کے ساتھ تو امانت کا ذکر نہیں فرمایا۔لیکن ہر مشورے میں امانت کو لازم قرار دے دیا اور ہر مشورہ دینے والے کو امین ٹھہرایا یعنی یہ بتایا کہ تمہیں امین ہونا پڑے گا۔ اور یہ مضمون ووٹ والے مضمون سے بہت زیادہ وسیع ہے۔پس ووٹ بھی مشورے کی امانت کا ایک اظہار ہے۔ دیگر معاملات میں خصوصیت کے ساتھ آپ کو امین ہوکر ووٹ کا حق استعمال کرنا چاہئے۔ اور تمام دوستیاں تمام تعلقات تمام دشمنیاں تمام عداوتیں اُس وقت بھول جایا کریں۔ یہ دیکھا کریں کہ آپ کے نزدیک یہ شخص اہلیت رکھتا ہے کہ نہیں ...... یہ امانت ہے۔ پھر جب عہدیدار بنائے جاتے ہیں تو وہ امین ہیں ان کا فرض ہے کہ اپنی ذمہ داریوں کی تفصیل میں جائیں معلوم کریں۔ کھوج لگائیں کہ کیا کیا ذمہ داریاں ہیں...... اب جماعت کے جس سیکرٹری کو اپنے شعبہ کا ہی پتہ نہ ہو کہ یہ ہے کس بلا کا نام مجھے کیا کیا کرنا چاہئے وہ کیسے امین بن سکتا ہے۔ کیسے امانت کا حق ادا کرسکتا ہے''۔

اسی طرح خطبہ جمعہ ۱۸ دسمبر ۱۹۹۲ء میں بھی اسی مضمون کو جاری رکھتے ہوئے حضور انور نے مزید فرمایا۔

''جہاں تک میں نے جائزہ لیا ہے دعوت الی اللہ کے یا اصلاح و ارشاد کے بہت کم سیکرٹری ایسے ہیں جنہیں اس بات کا شعور ہے کہ وہ ہیں کیا؟ ورنہ اپنے منصب کا ہی پتہ نہیں۔ یہ علم نہیں کہ ان پر کیا کیا ذمہ داریاں ہیں اور کس طرح وہ ادا کرنی ہیں۔اگر تمام سیکرٹری اپنی پوری ذمہ داری سمجھتے ہوئے بیدار ہو جائیں اور فعال ہو جائیں تو ساری دُنیا کی جماعتوں میں ایک شور برپا ہو جائے سیکرٹری مال کی مثال دیکھیں۔ وہ ایک ایسا سیکرٹری ہے جو روایۃً مسلسل سالہا سال سے جماعت میں بڑی محنت اور خلوص اور مستقل مزاجی سے کام کرتا چلا آرہا ہے۔ اور سیکرٹری مال کے تصور کے ساتھ ہی ایک محنتی پر خلوص امانت کا حق ادا کرنے والا، دن رات اس فکر میں غلطاں کہ میرا بجٹ کیسے پورا ہوگا۔ ایسے وجود کا ایک تصور ابھرتا ہے بالکل ایسا ہی تصور ہر دوسرے شعبے کے سیکرٹری کے متعلق جماعت میں قائم ہونا چاہئے اور یہ تصور تبھی قائم ہوگا جب وہ ایسے کام کریں گے......

تو سیکرٹریوں کو اس ذمہ داری کے ساتھ اپنے

باقی صفحہ (13) پر ملاحظہ فرمائیں

قرآن کریم میں اُمت محمدیہ کیلئے خلافت کا وعدہ
اور جماعت احمدیہ میں خلافت کا قیام

از مکرم مولوی محمد
یوسف انور
مدرس مدرسہ
احمدیہ قادیان

قبل اس کے کہ میں اپنے اصل مضمون کو تحریر کروں یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں امت محمدیہؐ سے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ وہ جیسے پہلے خلیفہ بناتا رہا ہے آئیندہ بھی خلیفہ بنائے گا۔ارشاد خداوندی ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِي لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۔ (النور)

فرمان رسول اللہ ﷺ :۔

آنحضرت ﷺ کا بھی اس ضمن میں فرمان ہے کہ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ...... ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ (مسند احمد) یہ حدیث بیان فرما کر آپؐ نے فرمایا۔اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی یہ فرما کر آپ خاموش ہو گئے۔

خلافت کی تعریف :۔

سوال یہ ہے کہ خلافت سے کیا مراد ہے اور نظام خلافت کس چیز کا نام ہے۔سو جاننا چاہئے کہ خلافت ایک عربی لفظ ہے جس کے لغوی معنی کسی کے پیچھے آنے یا کسی کا قائمقام بننے یا کسی کا نائب ہو کر اُس کی نیابت کے فرائض سرانجام دینے کے ہیں۔ اور اصطلاحی طور پر خلیفہ کا لفظ دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔اول۔وہ ربانی مصلح جو خدا کی طرف سے دنیا میں کسی اصلاحی کام کیلئے مامور ہو کر مبعوث کیا جاتا ہے چنانچہ اس معنی میں تمام انبیاء اور رسول خلیفۃ اللہ کہلاتے ہیں۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے نائب ہونے کی حیثیت میں کام کرتے ہیں۔ اور انہی معنوں میں قرآن شریف نے حضرت آدمؑ اور حضرت داؤدؑ کو ''خلیفہ'' کے نام سے یاد کیا ہے دوم وہ برگزیدہ شخص جو کسی نبی یا روحانی مصلح کی وفات کے بعد اس کے کام کی تکمیل کے لئے اس کا قائمقام اور اس کی جماعت کا امام بنتا ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ خلیفہ بنے۔

خلافت احمدیہ :۔

خلافت احمدیہ سے مراد حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کی وفات کے بعد آپ کے جانشین بنتا ہے۔یہاں یہ بات بتانی بھی ضروری ہے کہ بانیٔ سلسلہ احمدیہؑ کے بعد قدرت ثانیہ کا قیام اور اس کا اجراء محض اتفاقی حادثہ نہ تھا بلکہ یہ خداوند کی تقدیروں میں سے ایک تقدیر تھی۔ درحقیقت یہ منصوبہ اللہ تعالیٰ کا اٹل منصوبہ تھا جس نے بہرطور قائم ہونا تھا۔اس کے قیام کے متعلق ہزاروں سال سے اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر بتاتے چلے آئے ہیں۔ اس کے ثبوت میں یسعیاہ باب ۴۲ آیت ۴ سفر نگ دساتیر صفحہ ۱۹۰ ملفوظات حضرت زرتشتؑ مطبوعہ ۱۲۸۰ھ مطبع سراجی دہلی بحوالہ سوانح فضل عمر جلد اول صفحہ ۶۷ کنز العمال جلد نمبر ۱۱ صفحہ ۲۵۹ مطبوعہ بیروت مشکوۃ مجتبائی کتاب الفتن صفحہ ۴۸۰: اس جگہ صرف چند حوالے ہی دیئے گئے ہیں۔جن میں اس چیز کا بخوبی ثبوت ملتا ہے کہ آنے والا مسیح موعود شادی کرے گا خدا اس کو صالح بیٹا عطا فرمائے گا جو کہ اپنے والد کے مشابہ ہوگا۔حضرت نعمت اللہ ولیؒ جو بزرگ گذرے ہیں مسیح موعودؑ کا تذکرہ کرکے فرماتے ہیں۔

دور او چوں شود تمام بکام
پسرش یادگار مے بینم

(الاربعین فی احوال المھدیین)

یعنی جب مسیح موعود کا دور مکمل ہوگا اور گزر جائے گا اس کے بعد اس کا بیٹا بطور یادگار کے رہ جائے گا، یعنی اس کی خلافت یعنی جانشینی کا سلسلہ چلے گا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے بعد اپنی خلافت کے جاری ہونے اور پھر جاری رہنے کا بڑے پرشوکت الفاظ میں ذکر فرمایا ہے۔

حضور سبز اشتہار میں فرماتے ہیں:۔ دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال مرسلین ونبیین وائمہ واولیاء وخلفاء ہے تا ان کی اقتداء وہدایت سے لوگ راہ راست پر آجائیں۔ اور ان کے نمونہ پر اپنے تئیں بنا کر نجات پاجائیں۔سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعہ سے یہ دونوں شقین ظہور میں آجائیں''

(سبز اشتہار صفحہ ۱۶ حاشیہ روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۴۶۲ حاشیہ)

یاد رہے کہ اس پیشگوئی میں حضور علیہ السلام نے بڑی وضاحت کے ساتھ ذکر فرمایا ہے کہ آپ کی اولاد کے ذریعہ انزال رحمت کے دونوں طریق ''نبوت اور امامت'' پورے ہوں گے یعنی آپ کی اولا آپ کے بعد آپ کی جانشین ہوگی اور یہ اللہ کی رحمت کا ثبوت ہوگا نیز آپؑ اپنی کتاب حمامۃ البشریٰ میں فرماتے ہیں۔ ثُمَّ يُسَافِرُ الْمَسِيْحُ الْمَوْعُوْدُ خَلِيْفَةٌ مِنْ خُلَفَائِهٖ اِلَى الْاَرْضِ دِمَشْق۔حمامۃ البشریٰ صفحہ ۵۹ یعنی پھر مسیح موعود یا اس کے جانشینوں میں سے کوئی جانشین دمشق کی سرزمین کی طرف سفر کرے گا۔ سو یہ بات بھی پوری ہوگئی حضرت مصلح موعودؓ کے دور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

......سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سنت اللہ ہے خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کرکے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کردیوے۔اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے او راس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا تعالیٰ اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی'' (رسالہ الوصیت صفحہ ۶۔۷)

پس وعدہ الٰہی کے مطابق جس طرح آیت استخلاف میں بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ انبیاء سابقین کی وفات کے بعد ہر زمانے میں سلسلہ خلافت کو قائم فرماتا چلا آیا اُسی سنت قدیمہ کے مطابق علیم وحکیم خدا نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد بھی نظام خلافت کو قائم کیا۔

آنحضرت صلعم کے جانشین خلفاء راشدین نے آپؐ کے مشن اور آپؐ کی تعلیم و تبلیغ کی تکمیل کی۔ انکے ذریعہ سے جہاں تک خدا تعالیٰ کا منشاء مبارک تھا اسلام دنیا میں پھیلا اور خدا تعالیٰ کا نام بلند ہوا۔

انعام خلافت :۔

لیکن جب مسلمانوں نے خلافت کی قدر کو نظر انداز کردیا تو خدا تعالیٰ نے یہ نعمت عظمیٰ ان سے چھین لی اور مسلمان اس حبل المتین کو چھوڑ کر اوج ثریا سے قعر مذلت میں گرتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ ان کا کوئی والی وارث بھی نہ رہا اور بقول شاعر۔ان کا حال کچھ اس طرح تھا۔

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود۔
یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ مسلمان بھی ہو

اسلام کا صرف نام رہ گیا تھا ایسے میں چودہ سو سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق مسیح محمدیؑ علیہ السلام کو بھیج کر دوبارہ دین وشریعت اسلام کا احیاء کیا۔آپؑ کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ نے پھر امت محمدیہ کا لشکر تیار کیا جنہوں نے اپنا سب کچھ اسلام پر قربان کرنے کو عین سعادت سمجھا۔حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے طفیل پھر اسلام کو شان و شوکت حاصل ہوئی اور پھر شریعت اسلامیہ زندہ ہوگئی۔ اور اس پر عمل ہونے لگا۔ آخر تقاضائے بشریت کے مطابق حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کا دن آگیا۔ آپ اس جہان سے اُٹھ گئے لیکن خدا تعالیٰ نے اس مامور کی وفات کے بعد پھر اس نعمت خلافت اسلامیہ کا دوسرا دور شروع کیا۔اور جیسا کہ آپؑ نے اپنی کتابوں میں الہامات الٰہیہ کی بناء پر خبر دی تھی کہ آپؑ کی وفات کے بعد قدرت ثانیہ کا ظہور ہوگا چنانچہ اپنی پیشگوئیوں کے مطابق خلافت احمدیہ کا وجود دنیا میں ظاہر ہوا۔

قدرت ثانیہ کا پہلا مظہر حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ :۔

آپؑ کے وصال کے بعد حضرت مولانا نور الدینؓ کا بابرکت وجود قدرت ثانیہ کا مظہر اول بنا یوں جماعت نے حضرت حاجی مولوی حکیم نور الدینؓ کو اس عظیم الشان موعود کے سارے متبعین نے آپؓ کا پہلا خلیفہ تسلیم کیا۔حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ خلیفہ کا مقام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔''کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کا کام صرف نماز پڑھا دینا اور یا پھر بیعت لے لینا ہے۔یہ کام تو ایک ملاں بھی کرسکتا ہے اس کے لئے کسی خلیفہ کی ضرورت نہیں اور میں اس قسم کی بیعت پر تھوکتا بھی نہیں۔ بیعت وہ ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے اور خلیفہ کے کسی ایک حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے۔

پھر دوسرے موقعہ پر فرمایا۔

مجھے نہ کسی انسان نے نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا ہے اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے۔ پس مجھ کو نہ کسی انجمن نے بنایا ہے اور نہ میں اس کے بنانے کی قدر کرتا ہوں اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی ردا کو مجھ سے چھین لے'' (بدر ۴ جولائی ۱۹۱۲ء اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ دراصل خلیفہ خود خدا تعالیٰ بناتا ہے)

نعمت خلافت کا ذکر کرتے ہوئے حضورؓ نے فرمایا۔

''سنو میرے دل میں کبھی یہ غرض نہ تھی کہ میں خلیفہ بنتا۔ میں جب مرزا صاحب کا مرید نہ تھا تب بھی میرا یہی لباس تھا۔ میں اُمراء کے پاس گیا اور معزز حیثیت میں گیا۔ مگر تب بھی یہی لباس تھا۔ مرید ہو کر بھی اسی حالت میں رہا۔مرزا صاحب کی وفات کے بعد جو کچھ کیا خدا نے کیا۔ میرے وہم و خیال میں بھی یہ بات نہ تھی مگر اللہ تعالیٰ کی مشیت نے چاہا اور اپنے مصالح سے چاہا۔ مجھے تمہارا امام بنا دیا۔ اور جو تمہارے خیال میں حقدار تھے اُن کو بھی

میرے سامنے جھکا دیا۔ اب تم اعتراض کرنے والے کون ہو؟ اگر اعتراض ہے تو جاؤ خدا پر اعتراض کرو۔ مگر اس گستاخی اور بے ادبی کے وبال سے بھی آگاہ رہو۔

میں کسی کا خوشامدی نہیں۔ مجھے کسی کے سلام کی بھی ضرورت نہیں اور نہ میں تمہاری نذر اور پرورش کا محتاج ہوں۔ اور خدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ ایسا وہم بھی میرے دل میں گذرے اللہ تعالیٰ نے مخفی در مخفی خزانہ مجھے دیا۔ کوئی انسان اور بندہ اس سے واقف نہیں۔ میری بیوی میرے بچے تم میں سے کسی کے محتاج نہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ ان کا کفیل ہے۔ تم کسی کی کیا کفالت کروگے۔ وَاللّٰہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ۔ جو سنتا ہے وہ سن لے اور خوب سن لے۔ اور جو نہیں سنتا اُس کو سننے والے پہنچا دیں کہ...... اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے جس کو حقدار سمجھا خلیفہ بنا دیا۔ جو اس کی مخالفت کرتا ہے وہ جھوٹا اور فاسق ہے۔ فرشتے بن کر اطاعت و فرمانبرداری اختیار کرو۔ ابلیس نہ بنو۔ (اخبار بدر ۱۴ جولائی ۱۹۱۲ء)

اسی طرح آپؓ نے لاہور میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔

'' خلافت کیسری دکان کا سوڈا واٹر نہیں تم اس بکھیڑے سے کچھ فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔ نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے اور نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے۔ میں جب مروں گا تو پھر وہی کھڑا ہوگا۔ جس کو خدا چاہے گا اور خدا اُسے آپ کھڑا کرے گا...... مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ معزول کرے۔ اگر تم زیادہ زور دوگے تو یاد رکھو میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دیں گے۔'' بدر جولائی ۱۹۱۲ء

خلیفہ کا مقام اور اس کی اہمیت حضرت مصلح موعودؓ کی نظر میں:۔

حضرت خلیفہ اوّلؓ کے وصال کے بعد حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ کو جماعت کا دوسرا خلیفہ چنا گیا اگرچہ غیر مبائعین نے اس میں رخنہ ڈالنے کی پوری کوشش کی اور خلیفہ اولؓ کے وقت سے اندر اندر کچھ کھچڑی پک رہی تھی جس کی بنا پر حضرت خلیفة المسیح الاولؓ نے اپنے خطبہ عید الفطر میں فرمایا...... بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم تمہاری نسبت نہیں بلکہ اگلے خلیفہ کے اختیارات کی نسبت بحث کرتے ہیں۔ مگر تمہیں کب معلوم کہ وہ ابوبکر اور مرزا صاحب سے بھی بڑھ کر آئے۔''
(خطبہ عید الفطر بدر ۲۱ اکتوبر ۱۹۰۹ء)

یہاں یہ بات میں نے ضمناً بیان کی ہے کہ **لاہوری** فریق خلافت ثانیہ کے موقعہ پر علیحدہ ہوا اور **انہوں** نے لاہور جا کر اپنا ڈیرہ ڈالا مگر خدا تعالیٰ نے **اپنے الہام** اور وعدہ کے مطابق جماعت کی باگ ڈور حضرت **مصلح موعودؓ** کو سونپ دی آپؓ نے جس رنگ میں جماعت کی قیادت کی وہ سنہری حروف سے تاریخ میں لکھی جائے گی۔ جماعت نے دن دگنی رات چوگنی ترقی کی اور سلسلہ بڑھتا ہی چلا گیا۔

خلافت کی اطاعت سے ہی الٰہی نصرت ملتی ہے

آپؓ جماعت کو اطاعت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:۔ وہی خدا جو اس وقت فوجوں کے ساتھ تائید کیلئے آیا ہے آج میری مدد پر ہے اور اگر آج تم خلافت کی اطاعت کے نکتہ کو سمجھو تو تمہاری مدد کو بھی آئے گا۔ نصرت ہمیشہ اطاعت سے ملتی ہے جب تک خلافت قائم رہے نظامی اطاعت پر اور جب خلافت مٹ جائے انفرادی اطاعت پر ایمان کی بنیاد ہوتی ہے'' (الفضل ۴ ستمبر ۱۹۳۷ء)

خلافت کی اطاعت سے باہر ہونے والا نبی کی اطاعت سے باہر ہو جاتا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔ بیشک میں نبی نہیں ہوں لیکن میں نبوت کے قدموں پر اور اس کی جگہ پر کھڑا ہوں۔ ہر وہ شخص جو میری اطاعت سے باہر ہوتا ہے وہ یقیناً نبی کی اطاعت سے باہر ہوتا ہے...... میری اطاعت اور فرمانبرداری میں خدا تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری ہے''
(الفضل ۴ ستمبر ۱۹۳۷ء)

ہر قسم کی فضیلت امام کی اطاعت میں ہے

آپ فرماتے ہیں:۔ '' یاد رکھو ایمان کسی خاص چیز کا نام نہیں بلکہ ایمان نام ہے اس بات کا کہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ نمائندہ کی زبان سے جو بھی آواز بلند ہو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی جائے۔ ہزار دفعہ کوئی شخص کہے کہ میں مسیح موعود پر ایمان لاتا ہوں ہزار دفعہ کوئی کہے کہ میں احمدیت پر ایمان رکھتا ہوں۔ خدا کے حضور اس کے ان دعوؤں کی کوئی قیمت نہیں ہوگی۔ جب تک کہ وہ اُس شخص کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دیتا جس کے ذریعہ خدا اس زمانہ میں اسلام قائم کرنا چاہتا ہے۔ جب تک جماعت کا ہر شخص پاگلوں کی طرح اس کی اطاعت نہیں کرتا اور جب تک اس کی اطاعت میں اپنی زندگی کا ہر لمحہ بسر نہیں کرتا۔ اُس وقت تک وہ کسی قسم کی فضیلت اور بڑائی کا حقدار نہیں ہو سکتا۔
(الفضل ۵ نومبر ۱۹۴۶ء)

اللہ تعالیٰ خلیفۂ وقت کو اپنی صفات بخشتا ہے

حضور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں'' خدا تعالیٰ جس شخص کو خلافت پر کھڑا کرتا ہے وہ اس کو زمانہ کے مطابق علوم بھی عطا کرتا ہے اگر وہ احمق جاہل اور بے وقوف ہوتا ہے...... تو اس کے کیا معنی ہیں کہ خلیفہ خود خدا بناتا ہے اس کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جب کسی کو خدا خلیفہ بناتا ہے تو اسے اپنی صفات بخشتا ہے اگر وہ اسے اپنی صفات نہیں بخشتا تو خدا تعالیٰ کے خود خلیفہ بنانے کے معنی ہی کیا ہیں''
(الفضل ۲۲ نومبر ۱۹۵۰ء)

حضرت خلیفہ ثانیؓ کے وصال کے بعد جماعت نے حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کو تیسرا خلیفہ منتخب کیا جیسا کہ وعدہ الٰہی تھا چنانچہ حضرت خلیفة المسیح الثانیؓ نے تقریر جلسہ سالانہ مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۵۶ء میں اپنے بعد میں آنے والے کے متعلق پیشگوئی کرتے ہوئے فرمایا'' پس میں ایسے شخص کو جس کو خدا تعالیٰ تیسرا مظہر قدرت ثانیہ بنائے ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لا کر کھڑا ہو جائے گا تو اگر دنیا کی حکومتیں بھی اس سے ٹکر لیں گی تو ریزہ ریزہ ہو جائیں گی حضرت خلیفة المسیح الثالثؒ نے بیعت لینے سے قبل حضرت خلیفة المسیح الثانیؓ کی وصیت کے مطابق حضورؓ کے تحریر فرمودہ الفاظ میں حلف اٹھایا۔

'' میں خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میں خلافت احمدیہ پر ایمان لاتا ہوں اور ہر ایک بھلائی کی کوشش کروں گا۔ اختلاف تو ہم بھائیوں میں بھی ہو سکتا ہے لیکن اختلاف کو انشقاق اور تفرقہ اور جماعت میں انتشار کا موجب نہ بنانا چاہئے...... آپ دعاؤں سے میری مدد کریں کہ خدا تعالیٰ توفیق بخشے کہ میں اس ذمہ داری کو پوری طرح ادا کرسکوں اور اشاعت اسلام میں کوئی روک پیدا نہ ہو بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ کام ترقی کرتا چلا جائے حتیٰ کہ اسلام تمام دنیا کے تمام ادیان باطلہ پر غالب آجائے۔ (الفضل ۷ نومبر ۱۹۶۵ء)

مشکلات کا دور اور غلبۂ اسلام:۔

اس ضمن میں حضرت خلیفة المسیح الثالثؒ نے اپنی خلافت کے آخری جلسہ سالانہ ربوہ کے موقعہ پر ۲۷ دسمبر ۱۹۸۱ء کے خطاب کے دوران فرمایا۔''
اگلے نو سال جو ہیں ہماری زندگی کے وہ بڑے اہم ہیں مشکل بھی ہیں ایک معنی میں۔ لیکن اتنی رحمتوں کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہیں کہ اندازہ ہی نہیں کیا جا سکتا۔ اسی واسطے ہر چیز کو بھول...... ایک زندگی گزارو اور وہ یہ ہے دین اسلام کو غالب کرنے کی جو مہم ہے اسے کامیاب کرنا...... ایک فرد نہیں سارا خاندان اور خاندانوں کا مجموعہ ہی جماعتیں اور قومیں بنا کرتی ہیں ایک ہو کر انتہائی کوشش کرے...... ایک جہت ہماری مقرر ہے خدا تعالیٰ کے عشق میں اور نبی کریم صلعم کی محبت میں دیوانہ ہو کر ایک مقصد سامنے ہے کہ ہم نے ساری دنیا کو محمد رسول اللہ صلعم کے جھنڈے تلے جمع کرنا ہے''۔

اسی طرح ایک موقعہ پر آپؒ نے فرمایا ۱۹۹۰ء سے لیکر ۱۹۹۵ء تک خدا تعالیٰ دنیا کو ایک ایسی روحانی تجلی دکھائے گا جس سے غلبہ اسلام کے آثار بالکل نمایاں اور واضح ہو جائیں گے''
(الفضل ربوہ ۱۸ اگست ۱۹۷۳ء)

حضرت خلیفة المسیح الثالثؒ کے وصال کے بعد وعدہ الٰہی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے خلافت کی نعمت سے حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو سرفراز فرمایا آپ ایدہ اللہ تعالیٰ نے جس وقت جماعت احمدیہ اسلامیہ کی باگ ڈور سنبھالی اُس وقت بھی دشمن کی یہ پوری کوشش تھی کہ جماعت احمدیہ کو نقصان پہنچایا جائے اور انتشار پیدا کیا جائے لیکن خدا تعالیٰ نے دشمن کی ہر چال کو ناکام بنایا۔

کوئی بدخواہ اب خلافت کا بال بیکا نہیں کرسکتا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں اس مخالفت کے بعد جو اگلی مخالفت مجھے نظر آرہی ہے وسیع پیمانہ پر وہ ایک دو حکومتوں کا قصہ نہیں ہے اس میں بڑی بڑی حکومتیں مل کر جماعت کو مٹانے کی سازشیں کریں گی اور جتنی بڑی سازشیں ہوں گی اتنی ہی بڑی ناکامی ان کے مقدر میں لکھی جائے گی۔

مجھ سے پہلے خلفاء نے آئندہ آنے والے خلفاء کو حوصلہ دیا تھا اور کہا تھا کہ تم خدا پر توکل رکھنا اور کسی مخالفت کا خوف نہیں کھانا۔

میں آئندہ آنے والے خلفاء کو خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں تم بھی حوصلے رکھنا اور میری طرح ہمت اور صبر کے مظاہرے کرنا اور کسی دُنیا کی طاقت سے خوف نہیں کھانا۔ وہ خدا جو ادنیٰ مخالفتوں کو مٹانے والا خدا ہے۔ وہ آئندہ آنے والی زیادہ قوی مخالفتوں کو بھی چکنا چور کر کے رکھ دے گا۔ اور نشان مٹا دے گا ان کا دنیا سے جماعت احمدیہ نے بہرحال فتح کے بعد ایک اور فتح کی منزل میں داخل ہونا ہے۔ کوئی دنیا کی طاقت اس تقدیر کو بہرحال بدل نہیں سکتی'' (بدر ۲۳ اگست ۱۹۸۴ء)

'' آئندہ انشاء اللہ خلافت احمدیہ کو کبھی خطرہ لاحق نہیں ہوگا جماعت اپنی بلوغت کی عمر کو پہنچ چکی ہے۔ کوئی بدخواہ اب خلافت کا بال بیکا نہیں کرسکتا اور جماعت اس شان سے ترقی کرے گی خدا کا یہ وعدہ پورا ہوگا کہ کم از کم ایک ہزار سال تک جماعت میں خلافت قائم رہے گی۔
(خطبہ جمعہ ۱۸ جون ۱۹۸۲ء بدر کیم جولائی ۱۹۸۲ء)

قارئین ۱۰ جون ۱۹۸۲ء کا دن تھا گرمی بھی اپنے عروج پر تھی یہ ایک تاریخ ساز لمحہ تھا اسی روز سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کا انتخاب عمل میں آیا اور طالمود کی وہ پیشگوئی کہ مسیح موعودؑ کی روحانی بادشاہت کے وارث اُس کا بیٹا اور پوتا ہوں گے۔ ایک مرتبہ پھر بڑی شان کے ساتھ پوری ہوئی احباب جماعت کو ۱۹۸۴ء کا سال بخوبی یاد ہوگا۔ اس سال جماعت احمدیہ کے خلاف پاکستان میں ملک گیر مخالفت کا آغاز کر دیا گیا اور یوں معصوم احمدیوں پر طرح طرح کے مظالم ڈھائے جانے لگے اور اس طرح سے مخالفین نے خود ہی جماعت احمدیہ سے انبیاء اور ان کی جماعتوں کی سنت پوری کرادی۔ لیکن خلافت خدا کی ایک عظیم نعمت ہے اس سے جس نے بھی منہ پھیرا یا اس کی قدر نہ کی یا پھر اس کے بالمقابل روک بننے کی کوشش کی تو یہ قدیم سے سنت چلی آرہی ہے کہ خدا تعالیٰ ایسے لوگوں اور ایسے گروہ کو پنپنے نہیں دیا بلکہ ہر جگہ اور ہر موڑ پر ناکام بنایا اس کے برعکس اپنے مقرر کردہ خلیفہ کی تائید و نصرت کی اُس کے ماننے اور بیعت کرنے والوں کے ایمان کو تازگی بخشی انہیں صبر عطا کیا جس کا نظارہ آج تک دُنیا نے

کیا چنانچہ ۱۹۸۴ء میں خلافت کی نعمت کے طفیل ہی پاکستان میں ہزاروں احمدی لوگوں نے کلمہ طیبہ کی خاطر مظالم کو بلالی روح کے ساتھ برداشت کیا اور ثابت کردیا کہ اگر آج دنیا کے پردہ پر کوئی کلمہ طیبہ کی حفاظت کرسکتا ہے تو وہ صرف اور صرف جماعت احمدیہ ہی ہے۔

یہ ایک ایسا پرفتن اور پرآشوب دور تھا کہ ظاہر میں ایسا لگ رہا تھا کہ پاکستان کی حکومت کی پوری کوشش ہے کہ احمدیوں کو اس عظیم نعمت سے کسی طرح محروم رکھے اور خلیفہ وقت جھوٹے مقدمے میں ملوث کرکے انہیں قید کیا جائے لیکن انہیں کیا معلوم تھا کہ ایسا کرنے سے جماعت اسقدر ترقی کرے گی کہ جوان کے خواب وخیال اور وہم وگمان میں بھی نہ تھا کیا خوب فرمایا بانی جماعت احمدیہ نے

جو خدا کا ہے اُسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبہ زار ونزار

انہوں نے خلیفہ وقت پر کیا ہاتھ ڈالنا تھا خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت رابعہ کے دور میں ہجرت کے بعد جس تیز رفتاری سے جماعت احمدیہ نے ہر میدان میں ترقی کی ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے پاکستان کے ملاں اور خود حکومت بھی دنگ ہو کے رہ گئی ہے بلکہ وہ یہ سوچنے پر بھی مجبور ہوئے ہیں کہ ربوہ میں رہ کر ان کا خلیفہ اتنا کام تو کر نہیں سکتا تھا یہ کیا ہوا کیسے ہوا ہم تو کچھ سوچ رہے تھے اور ہو کچھ گیا ہے غرضیکہ اب یہ خود ہی اس بات پر اپنی جگہ پشیمان ہیں خاصکر ایم ٹی اے انٹرنیشنل نے ان کے سینوں میں آگ لگادی ہے پس خدا کی یہ نعمت جو خلافت کے رنگ میں آج جماعت احمدیہ کو نصیب ہے دنیا کی کسی قوم اور ملک کو نصیب نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ باوجود اس کے کہ دنیا جماعت احمدیہ کی مخالفت کرتی ہے لیکن جماعت احمدیہ کا وہ ایک بال تک بیکا نہیں کرسکی

نہ حسن مدعا پر ہے نہ شان ارتقاء پر ہے
بقائے عزتِ انساں خلافت کی بقا پر ہے

آج یہ لوگ خود اس بات کے قائل ہیں کہ خلافت کے بغیر سب کچھ ادھورا ہے۔

اس ضمن میں ہفت روزہ نئی دنیا دہلی ۴ مارچ ۱۹۹۷ء اور ہفت روزہ نئی دنیا

۱۱ مارچ ۱۹۹۷ء میں دو مضامین شائع ہوئے جو کہ بدر ۲۱/۱۴ مئی خلافت نمبر میں تفصیل کے ساتھ شائع ہوئے ہیں اس کی دوسری سرخی اس طرح ہے کہ ''خلافت کے بغیر نہ تو دین غالب ہوسکتا ہے نہ عدل وانصاف کا قیام''

پس ہم احمدی لوگ خوش قسمت ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں مامور ربانی بانیٔ جماعت احمدیہ کو شناخت کرنے کی توفیق دی اور ہم نے آنحضرت ﷺ کی احادیث کے مطابق ان کی بیعت کی اور ان کی جماعت میں شامل ہوئے۔ جن کے طفیل اُن کے وصال کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہمیں خلافت کی عظیم نعمت سے نوازا ہے اور خلیفۂ وقت کی دعاؤں کے طفیل ہم اپنا قدم ہر لحاظ سے آگے ہی آگے بڑھاتے چلے جارہے ہیں۔

اپنے مضمون کے آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ کا ایک اقتباس تحریر کرتا ہوں۔

فرمایا:۔ خلیفۂ وقت میں تو جماعت کی جان نہیں ہے خلافت احمدیہ میں جان ہے ایک خلیفہ وقت کو قتل کروگے تو دوسرا خلیفہ وقت وہی باتیں کہے گا اُسی طرح کہے گا اُس کو بھی اُسی طرح خدا کی تائید حاصل رہے گی جس طرح اُس سے پہلے کو تھی تم نادان ہو جو یہ سمجھتے ہو کہ ایک خلیفہ وقت کے قتل کے ساتھ جماعت احمدیہ مرسکتی ہے جماعت احمدیہ کے خلفاء پر تو وہی بات صادق آتی ہے۔

اذا سید منا خلا قام سید
قؤل لما قال الکرام فعول

کہ دیکھو ہم میں سے جب ایک سردار مارا جاتا ہے یا گزر جاتا ہے تو اُس کے بدلے دوسرا سردار کھڑا ہوتا ہے۔ اُسی طرح وہ نیک باتیں کہتا ہے عظیم باتیں کہتا ہے جس طرح پہلا اُس سے کہتا چلا گیا تھا۔ اور اسی طرح ان باتوں پر عمل کرکے دکھا دیتا ہے۔

ایک کے بعد دوسرا احمدی اُٹھتا چلا جائے گا۔ ہر س جو کاٹا جائے گا اس کے بدلے خدا ایک اور سر عطا کرے گا۔ جماعت کو اور ہر سر اُسی طرح معزز ہوگا خدا کی نظر میں جس طرح پہلا سر معزز تھا ہر سر کو خدا ہدایت عطا فرمائے گا۔ اُس کی ذات کی ہدایت نہیں ہوگی۔

ہر دِل کو خدا قوت قدسیہ بخشے گا۔ اُس کے ذاتی دل کی قوت قدسیہ نہیں ہوگی۔ تو جماعت احمدیہ کی خلافت کو تم کس طرح مار سکتے ہو؟ اور پھر جماعت احمدیہ اپنی ذہانت کے لحاظ سے اپنی تنظیم کے لحاظ سے اپنی قوت عمل کے لحاظ سے نبوت سے جلا یافتہ ہے۔ اور جس کو نبوت کی جلا حاصل ہوئی ہو وہ چھوٹے چھوٹے مکروں سے مار کھانے والے لوگ ہوا کرتے ہیں بھلا؟ وہ تو دور کی سوچتے ہیں پہلے سے اپنے انتظامات مکمل کرتے ہیں۔ ہر احتمال کو پیش نظر رکھتے ہیں۔ اور اس کی مؤثر جوابی کاروائی کرتے ہیں اور ہر وقت تیار بیٹھے رہتے ہیں جب خدا کا بلاوا آتا ہے تو وہ تیار حالت میں رخصت ہوتے ہیں۔ اس لئے کتنی بڑی بے وقوفی ہے اور کتنی بڑی بدظنی ہے بلکہ حیرت ہے تمہاری اپنی عقلوں پر اس جماعت سے اتنا لمبا واسطہ پڑنے کے باوجود یہ بھی نہیں پتہ چلا ابھی تک کہ جماعت اپنے اندر کیسی کیسی صلاحیتیں رکھتی ہے۔

اس لئے خلیفہ وطن میں ہو یا بے وطن ہو خلافت احمدیہ کو خدا کے فضلوں کا وطن حاصل ہے۔ اور اس خدا کے فضلوں کے وطن سے خلافت احمدیہ کو کبھی کوئی نہیں نکال سکتا۔ خلافت احمدیہ کو حمایت کا وطن حاصل ہے۔ اس اللہ کی حمایت کے وطن سے تم خلافت کو کبھی نکال نہیں سکتے۔ خلافت احمدیہ کو خدا کی نصرت کا وطن حاصل ہے۔ اور اس نصرت کی سرزمین سے تم کبھی جماعت احمدیہ کو نکال نہیں سکتے۔ اور ہاں جماعت احمدیہ کو خدا کی طرف سے ایک رعب عطا ہوا ہے۔ خلافت احمدیہ اس رعب کے ساتھ تمام دنیا کے اوپر خدا تعالیٰ کے دین کی خدمتیں سرانجام دیتی ہے اور اس کا رعب دور دور تک اثر کرتا ہے۔ تمہارے دلوں پر بھی یہ پڑتا ہے یہی رعب ہے جس نے تمہیں خائف کیا ہوا ہے۔ یہی رعب ہے جس کی وجہ سے تمہارے بدن کانپ رہے ہیں۔ اور تم سمجھتے ہو کہ جب تک خلافت احمدیہ زندہ ہے جماعت احمدیہ پھیلتی چلی جائے گی۔ اور کبھی رک نہیں سکے گی۔ تم گواہ ہو اس رعب کے اگر اور کوئی نہیں اس رعب کی سرزمین سے جو خدا کی طرف سے عطا ہوئی ہے۔ تم خلافت احمدیہ کو کبھی نہیں نکال سکتے۔ کیا تمہارے منصوبے کیا تمہاری کارروائیاں حیرت ہے سبق پر سبق دیئے جاتے ہو اور تم آنکھیں بند کرلیتے ہو اور غافل ہوجاتے ہو! خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹ اگست ۱۹۸۵ء

پس اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں ہمیشہ خلافت احمدیہ سے وابستہ رکھے اور اس نعمت عظیم سے کما حقہ مستفید فرمائے اور ہم جان و دل سے حضور کی ہر آواز پر لبیک کہنے والے ہوں خدا تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا کرے۔ آمین

ہمارا خلافت پہ ایمان ہے
یہ ملت کی تنظیم کی جان ہے

بقیہ صفحہ: (۱۵)

تھا اُٹھانے کیلئے آپ تیار ہوئے اور ''جھولاً'' ان معنوں میں کہ اس کے عواقب سے بالکل بے پرواہ ہوگئے۔ ہم تو اب اُس امین کے غلام بن کر اس دنیا میں آئے ہیں۔ اس غلامی کا تعلق توڑے بغیر ہم اس امانت کا بوجھ اُٹھانے سے الگ نہیں ہوسکتے۔ یہ وہ مضمون ہے جس کی وجہ سے جماعت احمدیہ میں عہدوں سے استعفیٰ نہایت مکروہ اور بے ہودہ حرکت سمجھی جاتی ہے کئی لوگ لکھ دیتے ہیں کہ جی ہمیں معاف کیا جائے ہم اس قابل نہیں ہیں قابل تو ایک ہی تھا یعنی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ آپ ہی کی غلامی آپ ہی کے صدقے ساری دُنیا قابل بنائی جارہی ہے اور آپ کے سب غلاموں کو کچھ نہ کچھ صلاحیتیں عطا ہوتی ہیں پس قابلیت کا فیصلہ تو خدا نے کرنا ہے یہاں قابلیت کا مضمون صرف اتنا ہے کہ جو کچھ ہے وہ لے کر حاضر ہو جاؤ جتنی بھی قابلیت ہے وہ پیش کردو..........۔

پس اگر آپ محمد رسول اللہ ﷺ کے غلام ہیں تو خدا کہتا ہے کہ آپ کے اندر یہ صلاحیت موجود ہے۔ آپ کو بڑھنا آتا ہے۔ بڑھنا دکھایا گیا ہے آپ کے اندر بڑھنا ودیعت فرمایا گیا ہے کیوں نہیں بڑھتے اس نظر سے اگر سیکرٹری اصلاح و ارشاد اپنی جماعت کا جائزہ لے اور خدا کے ان شیروں کو بیدار کرنے کی کوشش نہ کریں اور ہر مہینے اس فکر میں غلطاں نہ رہے کہ اس مہینے میں نے کتنے نئے احمدی ایسے پیدا کئے ہیں جن کے اندر اپنی صلاحیتوں کا شعور بیدار ہوگیا ہے وہ اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔

منصب کو سمجھنا چاہئے اور یہ سوچتے ہوئے کام کرنا چاہئے کہ جوابدہ تو وہ بہر حال ہوں گے۔ امیر نے جواب طلبی نہ کی تو خدا تعالیٰ جواب طلبی کرے گا۔ اور ایک اور مشکل یہ ہے کہ جواب طلبی کے خوف سے بھاگنے کی بھی جگہ کوئی نہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ اپنی خدمت سے بھاگنے والوں کو ناپسند کرتا ہے۔ خود عہدے کی تلاش میں عہدے کی طلب میں آگے بڑھ کر ہاتھ پھیلا کر عہدہ لینا یہ نہایت مکروہ حرکت ہے لیکن یہ بھی بہت مکروہ حرکت ہے کہ کام کے بوجھ سے ڈر کر انسان پیچھے قدم اُٹھائے اور پیٹھ دکھائے۔ اور خدا کے کام دوسروں کے سپرد کرکے آپ بھاگ جائے پس یہ ایسی امانت نہیں ہے جس میں آپ کو اختیار ہے۔ یہ امانت وہ ہے جسے حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے عواقب سے بے خبر ہو کر خود قبول کرلیا تھا۔ اپنے نفس پر ظلم کرتے ہوئے اور جانتے ہوئے کہ اس سے مجھے بہت تکلیف پہنچے گی پھر بھی اس امانت کو جو ساری دنیا کی ہدایت کا بوجھ ان کے اندر کا مرد جاگ اُٹھا ہے وہ رجال میں شامل ہوگئے ہیں اور وہ اب خدا کے فضل سے وہ کام شروع کرچکے ہیں کہ جس کے نتیجہ میں لازماً انہوں نے بڑھنا ہے۔ پھولنا ہے پھلنا ہے یہ وہ بنیادی کام ہے جو سیکرٹری اصلاح وارشاد کو کرنا چاہئے۔

اللہ سے دُعا ہے کہ وہ اپنے فضل سے تمام احباب جماعت اور عہدیداران جماعت کو امین بننے اور جماعتی امانتوں کے حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین۔

ممبئی میں تبلیغی وتربیتی مساعی

ماہ مارچ میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ممبئی میں آٹھ افراد بیعت کرکے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہوئے۔ دوران ماہ سینکڑوں افراد تبادلہ خیال کرنے مشن ہاؤس میں تشریف لائے انہیں میں سے ان آٹھ افراد نے دوران ماہ بیعت کی ہے۔ نومبائعین کی تربیت کیلئے ہر ماہ چار مرتبہ محفل سوال جواب کا التزام ہے۔ نومبائع اپنے ہمراہ مزید اپنے عزیز واقارب کو لاتے ہیں۔ نومبائعین کی استقامت کے لئے بطور خاص دعا کی درخواست ہے۔ (شمشاد احمد ظفر مبلغ ممبئی)

سب برکتیں خلافت سے وابستہ ہیں

مکرم سید طفیل احمد شاہباز
مبلغ حیدر آباد

قارئین کے ذہن سے وہ واقعہ محو نہ ہوا ہوگا کہ جماعت احمدیہ کے بالمقابل خلافت کے قیام کیلئے تین ملکی طاقتیں اکٹھی ہوئیں ایک طرف تیل کی دولت کے انبار پر بیٹھا شاہ فیصل تو دوسری طرف انا کا پتلا عیدی امین جبکہ تیسری طرف دانائی کا زعم رکھنے والا ذوالفقار علی بھٹو تھا تینوں نے ہی باہمی صلاح مشورہ سے یہ طے کیا کہ عالم اسلام کے انتشار کو روکنے کیلئے ایک اسلامی خلیفہ کا ہونا بہت ضروری ہے جس کی متابعت میں سارا عالم اسلام ترقی کی منزلوں کو طے کر سکے جس کا وعدہ قرآن اور احادیث میں ملتا ہے۔ لہٰذا مشورہ میں یہ طے پایا کہ شاہ فیصل اپنی خلافت کا اعلان کریں گے اور عیدی امین و ذوالفقار علی بھٹو اُن کی پرزور تائید کریں گے۔ اس طرح تمام مسلمان ایک خلافت کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں گے۔ اور انتشار کی کیفیت ختم ہو جائے گی اور ایک خلیفہ کے ذریعہ جماعت احمدیہ کا بھرپور انداز میں قلع قمع کیا جاسکے گا۔

لیکن اللہ رب العزت کو جو غیور بھی ہے ہرگز اُن کا مشورہ پسند نہ آیا کہ اس کے حقیقی خلیفہ کے ہوتے ہوئے ایک علیحدہ خلافت کی بنیاد پڑے لہٰذا تاریخ شاہد ہے کہ جنرل ضیاء الحق نے اپنے ہی دنیاوی آقا ذوالفقار علی بھٹو کو پھانسی پر چڑھا دیا۔ اور عیدی امین دنیا کے نقشے سے ایسا غائب ہوا کہ آج تک اُس کی خبر نہیں جبکہ خلیفہ کے دعویدار شاہ فیصل کو اس کے ہی بھتیجے نے قتل کر دیا۔ بقول شاعر۔

جن پتھروں کو ہم نے عطا کی تھی دھڑکنیں
جب بولنے لگے ہم پر برس پڑے

اس طرح خلافت کی جھوٹی عمارت کھڑی کرنے والے یہ لوگ اسی کی بنیادوں میں دفن ہو گئے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں حقیقی خلافت کا سلسلہ جاری ہے (الحمد للہ)

موجودہ دور میں مسلمانوں نے خلافت کے معاملے میں زبردست ٹھوکر کھائی ہے انہوں نے خلافت کے منصب کو دنیاوی عہدوں سے تعبیر کیا ہے اور خلافت کے قیام کیلئے اپنے زور بازو کو کافی جانا ہے۔ جس کا نتیجہ سامنے ہے کہ آج بھی پرزور کوششوں کے باوجود عالم اسلام میں خلافت کا نفاذ صحرا میں سراب کی مانند دکھائی دیتا ہے۔ آج بھی سارے مسلمان حقیقی لیڈر شپ کیلئے بے چین ہیں تا کہ جسم کو سر ملے اور کارواں کو سالار۔

حقیقت یہ ہے کہ جب ہمارے پیارے آقا و مولیٰ حضرت رسول عربی ﷺ کی وفات ہوئی تو صحابہؓ کے سروں پر گویا آسمان ٹوٹ پڑا۔ ایک تو یہ غم تھا کہ وہ ماں سے بڑھ کر شفیق وجود سے محروم ہو گئے ہیں۔ اور دوسرا غم یہ تھا کہ ہمارے اس محبوب کی مقدس امانت کا اب کون محافظ ہوگا اب اسلام کا دفاع اس کی اشاعت اور اس کی ترقی کیونکر ہوگی اسلام کی عالمگیر فتح ونصرت کے خدائی وعدے کیونکر پورے ہوں گے۔ عین ممکن تھا کہ صحابہ جیتے جی موت کی اندھیری وادیوں میں اتر جاتے کہ صادق الوعد خدا نے اپنے محبوب کی امت کی دستگیری خلافت کے ذریعہ سے فرمائی۔ اور مسلمانوں کے بے چین دلوں کو سکون اور اطمینان سے بھر دیا جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:۔

’’دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے پس جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے معجزہ کو دیکھتا ہے‘‘

(الوصیت روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۴-۳۰۵)

حضرت مرزا بشیر احمد ایم اے رضی اللہ عنہ نظام خلافت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:۔

’’چونکہ ایک انسان کی عمر بہر حال محدود ہے۔ صرف تخم ریزی کا کام (اللہ تعالیٰ) لیتا ہے اور اس تخم ریزی کو انجام تک پہنچانے کیلئے نبی کی وفات کے بعد اس کی جماعت میں سے قابل اور اہل لوگوں میں یکے بعد دیگرے اس کے جانشین بنا کر اس کے کام کی تکمیل فرماتا ہے۔ یہ جانشین اسلامی اصطلاح میں خلیفہ کہلاتے ہیں۔

(ماہنامہ خالد ربوہ مئی ۱۹۶۰ء)

خلافت راشدہ سے محرومی کے بعد مسلمانوں کی کسمپرسی کی یہ طویل رات ہزار سال سے زائد عرصہ تک جاری رہی۔ حضرت رسول عربی ﷺ کی پیشگوئی کے عین مطابق مسلمانوں کی حالت انتہائی ناگفتہ بہ ہوگئی۔ ایمان ثریا میں جا پہنچا آخر اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی۔ اور خدا نے دور آخرین میں ایک روحانی مصلح کے ذریعہ احیائے اسلام کی بنیاد رکھی۔ سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کا روحانی فرزند یعنی امام مہدی اور مسیح موعود کا بلند منصب عطا فرمایا۔"

’’آپ کے آنے کا مقصد یُحْیِ الدِّیْنَ وَیُقِیْمُ الشَّرِیْعَۃَ تھا سارے مفسرین مندرجہ ذیل آیت قرآنیہ کے اس امر پر متفق ہیں کہ غلبہ اسلام بر ادیان باطلہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے وقت میں ظہور پذیر ہوگا۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۔

(سورۃ التوبہ ۹:۳۳)

حضرت سید محمد اسماعیل شہید علیہ الرحمۃ اپنی کتاب منصب امامت میں فرماتے ہیں:۔

’’ظہور دین کی ابتدا پیغمبر ﷺ کے زمانہ میں ہوئی اور اس کی تکمیل حضرت مہدی علیہ السلام کے ہاتھ سے ہوگی۔ (منصب امامت صفحہ ۷۶)

خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:۔ ’’خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔

(الوصیت۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۶-۳۰۷)

دنیا شاہد ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے اپنی حیات طیبہ کا ایک ایک لمحہ اس مقصد کی خاطر قربان کر دیا۔ اور خدمت اسلام کا حق ادا کر دیا۔ اور اللہ کے اس پہلوان نے اسلام کی مدافعت اور اس کی سربلندی کیلئے ایسی شاندار اور عظیم الشان خدمات سرانجام دیں کہ اشد ترین مخالفین نے آپ کی خدمات کا برملا اظہار کیا ہے اور آپ کو فتح نصیب جرنیل قرار دیا۔ اور اقرار کیا کہ آپؑ نے اسلام کے عالمگیر غلبہ کیلئے نہایت مستحکم بنیادیں استوار کر دیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی وفات سے قبل فرمایا کہ:۔

’’یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے خدا اس کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ وہ راضی نہیں ہوگا جب تک کہ اس کو کمال تک نہ پہنچا دے۔ اور وہ اس کی آبپاشی کرے گا اور اس کے گرد احاطے بنائے گا اور تعجب انگیز ترقیات دے گا۔

(انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۶۴)

۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کو خلافت کے انعام سے سرفراز فرمایا۔ اور انہیں وہ وسیلہ فتح وظفر عطا فرمایا جس کے ساتھ اسلام کی ترقی اور غلبہ وابستہ ہے۔ اور اس خلافت کا ایک ایک دن اس بات کا گواہ ہے کہ خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو وہ عظمت و تمکنت اور وہ عالمگیر ترقی عطا فرمائی ہے جو ایک جاری وساری زندہ معجزہ کا حکم رکھتی ہے۔

حیرت انگیز انکشاف

جماعت احمدیہ عالمگیر کی صداقت کا ایک بین ثبوت آیت استخلاف ہے اللہ تعالیٰ نے آیت استخلاف میں فرمایا کہ:۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (النور آیت ۵۶)

اس آیت میں مندرجہ ذیل امور بیان ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں میں سے جو ایمان لائے اور مناسب حال عمل کئے۔ خلافت کا سلسلہ جاری و ساری رہنے کا وعدہ کرتا ہے جیسا کہ امت محمدیہ سے قبل حضرت موسیٰ کی امت میں خلافت جاری تھی۔

چونکہ یہ حکم قیامت تک کیلئے ہے لہٰذا قیامت تک خلافت کا سلسلہ دراز رہے گا۔

لیکن اُن لوگوں میں جو ایماندار ہیں اور مناسب حال عمل کرتے ہیں اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہر فرقہ اس بات کا مدعی ہے کہ ہم ایماندار ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں۔ لہٰذا ہمارا فرقہ نیک اور پاکباز لوگوں کا مجموعہ ہے لیکن آیت استخلاف میں ایماندار اور عمل صالح کو خلافت کے ساتھ مربوط کر دیا گیا یعنی جو جماعت ایماندار ہوگی اور عمل صالح پر کاربند ہوگی لازمی ہے کہ ان میں خلافت جاری ہو یا جس فرقہ میں خلافت جاری ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ جماعت ایماندار اور مناسب حال عمل کرنے والی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے وعدے کے موافق نیک اور اعمال صالح بجالانے والوں میں خلافت کا نزول فرمایا ہے سارے جہاں کے فرقوں کا مطالعہ کیا جائے تو تعجب سے آنکھیں کھلی رہ جاتی ہیں کہ خلافت کا نظام صرف جماعت احمدیہ میں ہے لہٰذا ضروری ہے کہ یہی وہ جماعت ہے جو دعویٰ کر سکتی ہے کہ ہاں ہم نیک اور اعمال صالحات بجالاتے ہیں باقی کسی جماعت کو حق نہیں پہنچتا کہ اس آیت قرآنیہ کے مطابق اپنے آپ کو نیک اور عمل صالح بجالانے والا کہلا سکے قارئین کو یہ سن کر حیرت ہوگی کہ سلسلہ خلافت امت محمدیہ میں کبھی بھی ختم نہیں ہوا ترکی کے زوال کے وقت جبکہ دولت عثمانیہ کی کشتی ڈوب چکی تھی اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خلیفہ بنا کر اسی وقت بھیجا تا کہ سلسلہ خلافت میں تعطل نہ پیدا ہو جائے۔ جماعت احمدیہ کے ذریعہ خلافت کا سلسلہ قیامت تک دراز رہے گا۔ جس کی آنکھیں کھلی ہو جس کے دل مردہ نہ ہوں وہ دیکھے کہ خلافت کے مضبوط نظام کے ذریعہ جماعت کتنی زبردست کامیابی و کامرانی کی منزلیں طے کر رہی ہے اللہ تعالیٰ ہم سبھی کو خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ سے مستفید ہونے کی توفیق عطاء فرمائے۔ (آمین)

خلافت سے وابستگی کی اہمیت

شبیر احمد یعقوب متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا (سورۃ النور ۵۶)

ترجمہ:- اور جو دین اس نے ان کیلئے پسند کیا ہے وہ ان کیلئے اُسے مضبوطی سے قائم کر دیگا اور اُن کے خوف کی حالت کے بعد وہ ان کیلئے امن کی حالت تبدیل کر دے گا۔ (تفسیر صغیر)

نہ حسن مدّعا پر ہے نہ شان ارتقا پر ہے
بقائے عزت انساں خلافت کی بقا پر ہے

دراصل قوموں کے احیا و بقا نشو و نما اور خوشحالی کا راز اُن کی مضبوط مرکزی تنظیم اور اُن کا غیر متزلزل یقین اور اس کے باہمت لیڈر کی قیادت میں مضمر ہے۔ اگرچہ دنیا میں بہت سے نظام پائے جاتے ہیں جو مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ بدلتے رہتے ہیں۔ مگر بہترین نظام وہ ہے جس کی بنیاد خود خدا تعالیٰ نے رکھی ہے۔ اسلام نے ایسے نظام کو خلافت کے نام سے موسوم فرمایا ہے جو مسلمانوں کے اتحاد کا واحد ذریعہ اور حصار ہے۔

قارئین کرام! جب ہم تاریخ اسلام پر طائرانہ نظر ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ قرونِ اولیٰ میں مسلمانوں نے خلافت سے وابستگی کی بدولت عظیم الشان فوائد حاصل کئے اور بڑی بڑی حکومتوں کو فتح کیا اور مسلمان انتہائی برق رفتاری سے روحانی و دنیاوی ترقیات کی شاہراہ پر گامزن ہوئے۔ چنانچہ ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی وفات کے بعد اہل عرب اور مسلمان اور سب صحابہؓ اس فکر میں تھے کہ اب امت مسلمہ کا کیا بنے گا۔ آنحضرتؐ کی رحلت کے بعد جو واقعات رونما ہوئے ہیں۔ اس کا نقشہ مولانا عبدالکریم صاحب یوں کھینچتے ہیں:

''مختلف قبیلے اور مختلف گروہ زکوٰۃ کے تارک اور منکر ہوگئے ایک طرف مسیلمہ کذاب نے رسالت کا دعویٰ کیا تھا لاکھ سے زیادہ جمیعت فراہم کر لی تھی دوسری طرف ایک عورت سجاح نامی نے بھی نبوت کا دعویٰ کر کے بہت سی فوج جمع کر لی تھی۔ ادھر اسود عنسی نے نبوت کا دعویٰ کیا اس کے ساتھ بھی بہت سی فوج تھی منافقوں کا بڑا بھاری گروہ الگ موجود تھا... غرض ایک نہایت خطرناک اور پُر آشوب وقت تھا ایسے خطرناک اور جان جوکھوں کے وقت میں کس نے پھر اسلام کو زندہ کیا؟ کس نے پھر مرجھانے والی شاخ کو تازہ کیا جس مشن کو آنحضرتؐ نے ۲۳ سال میں پورا کیا اس کو کس نے تباہی سے بچایا۔ کس کے تعجب انگیز استقامت نے اس بار گراں کو اٹھایا۔ کوئی تاریخ اس سے انکار نہیں کر سکتی کہ ایسے زلزلہ ڈالنے والے زمانے میں حضرت ابو بکرؓ کی جان توڑ کوششوں نے پھر اسلام کو زندہ کیا۔ انہی کے ابر فیض نے ملّت کے خشک ہونے والے درخت کو سیراب اور شاداب کیا۔ (خلافت راشدہ حصہ اوّل صفحہ ۳۳-۳۴)

موجودہ دور میں پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کی وصال کے بعد اپنے وعدہ ''وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ '' کے مطابق خلافت کو منہاج نبوت پر قائم فرما کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات پر مہر ثبت فرمائی۔ قرونِ اولی کے بعد مسلمان خلافت جیسی نعمت عظمیٰ سے محروم ہونے کے باعث رفتہ رفتہ قعر مذلت میں جاگرے ایسے گرے کہ خود اٹھنے کی طاقت باقی نہ رہی۔ جس کو سُننے اور پڑھنے سے حسرت و یاس کی جھلک ٹپکتی ہے جیسا کہ علامہ اقبال نے مسلمانوں کی بگڑی ہوئی حالت کو دیکھ کر افسوس کے ساتھ یہ کہا تھا کہ:

تا خلافت کی بناء دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

ایک اخبار کے مطابق ''دنیا کا ہر پانچواں انسان مسلمان ہے لیکن اس کے برعکس سیاسی و مذہبی سطح پر کوئی اتفاق و اتحاد نہیں اور مسلمان ملکوں کی حیثیت ایک منتشر اور باہم دست و گریباں گروہ کی سی ہے ایک متحد اور متفق امّت مسلمہ کا کوئی وجود نہیں جس کا ایک مرکز ہو اور جس کے مقاصد میں یکسانیت ہو۔ (اخبار جنگ جنوری ۱۹۹۲ء)

حقیقت یہی ہے کہ مسلمانوں کی تعداد اس وقت دنیا میں کروڑوں تک پہنچی ہوئی ہے۔ ان کے پاس نہ اموال کی کمی ہے نہ نفوس کی قلت ہے لیکن اُن کا کوئی واجب الاطاعت امام نہ ہونے کی وجہ سے اُن کے اعمال کوئی مثبت نتیجہ برآمد نہیں کرتے۔ اس کے برعکس ایک احمدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہے کہ ''اَلْاِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَرَائِهٖ'' آج احمدی ایک ہاتھ پر جمع ہیں اس لئے اُن کی حقیر اور کمزور مساعی میں بھی خدا تعالیٰ برکت پر برکت نازل کر رہا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ خلافت سے وابستگی کی اہمیت کے بارے میں تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''پس مبارک ہیں وہ افرادِ جو ہمیشہ دامنِ خلافت سے وابستہ رہ کر اُ غلبۂ اسلام کی عظیم مہم میں حسب توفیق حصہ پاتے ہیں۔ (الحکم ۷ مارچ ۱۹۱۴ء)

قارئین کرام اس بات سے بخوبی واقف ہونگے کہ آج جماعت احمدیہ تبلیغ اسلام کا وہ مقدس فریضہ سرانجام دے رہی ہے جو دنیا کی کوئی بھی حکومت نہ کر سکی اور آج ہر احمدی دوست جو خلافت سے وابستہ ہیں بڑی سر بلندی سے یہ اعلان کر سکتا ہے کہ آج ہمارے اموال سے اکناف عالم میں ڈنکا بج رہا ہے اور ہر احمدی کا دل و جان آستانہ الوہیت پر سجدہ ریز اور اُس کے احسانات کے تئیں جذباتِ شکر سے لبریز ہے نیز دوسری خوش نصیبی یہ ہے ابتداء میں جماعت احمدیہ کی مخالفت مولویوں اور پنڈتوں اور پادریوں تک محدود تھی خود ساختہ ''امیر شریعت'' عطاء اللہ شاہ بخاری نے بڑی رعونت و تکبر سے یہ کہا تھا کہ بڑے بڑوں نے احمدیت کا بیڑا اٹھایا لیکن کسی نہ کسی وجہ سے وہ ناکام و نامراد ہوئے خدا تعالیٰ نے میرے مقدر میں یہ لکھ رکھا تھا کہ (نعوذباللہ) میں احمدیت کو نیست و نابود کردوں مگر افسوس- خلیفۂ وقت نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ:

''میں احرار کے پاؤں تلے سے زمین نکلتی دیکھتا ہوں''

قارئین! ذرا غور کریں کہ امیر شریعت کتنی حسرتوں کے ساتھ اس جہاں سے گذر گیا۔ لیکن احمدیت کا قافلہ بڑی شان و شوکت کے ساتھ خلیفۂ وقت کی قیادت میں کامیابی و کامرانی کی شاہراہ پر گامزن ہے اور دن دگنی رات چگنی ترقی کر رہی ہے اور جماعت احمدیہ کا بچہ بچہ گواہ ہے کہ احمدیت بفضلہٖ تعالیٰ ایک تناور درخت کی صورت اختیار کر گئی ہے اور قومیں اس ٹھنڈے سایہ تلے آرام کرتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی آیت استخلاف میں اعمال صالحہ بجالانے والے مومنوں کو خلافت جیسی عظیم الشان نعمت کے وعدہ سے سرفراز فرمایا اور سمجھایا کہ اس نعمت کی حقیقی قدر کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ دین کو تمکنت عطا فرمائے گا اور مومنوں کے ہر خوف کو دور کر کے اسے امن میں بدلتا رہے گا اور اُن کیلئے اطمینان اور سکینت کے سامان پیدا کرتا چلا جائے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ افراد جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خواہ کتنے ہی عقلمند اور مدبّر ہو اپنی تدابیر اور عقلوں پر چل کر دین کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ جب تمہاری عقلیں اور تدبیریں خلافت کے ماتحت نہ ہوں اور تم اپنے امام کے پیچھے نہ چلو تم ہرگز اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت حاصل نہیں کر سکتے پس اگر تم خدا کی نصرت چاہتے ہو تو یاد رکھو اس کا کوئی ذریعہ نہیں سوائے اس کے تمہارا اٹھنا، بیٹھنا، کھڑا ہونا، چلنا اور تمہارا بولنا اور خاموش رہنا میرے ماتحت ہو۔ (الفضل ۱۷ار مئی ۱۹۶۸ء)

آج جماعت احمدیہ کے ہر فرد کا یہ فرض ہے کہ وہ لوگوں کو دعوت دے کہ اے قیامِ خلافت کے خواہش مندو! اے امام الزمان کی بیعت کے متمنی مسلمانو! خدا کی قائم کردہ خلافت کے جھنڈے تلے آجاؤ جو کہ سو سال سے زائد عرصہ ہوا تمہیں سخت دھوپ اور زمینی مصائب و آلام سے محفوظ رکھنے کیلئے دن رات پکار رہی ہے۔ الحمدللہ کہ ہر سال مسلمان اور غیر مسلمان فوج در فوج جماعت احمدیہ میں داخل ہو کر ''يَدْخُلُوْنَ فِىْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا'' کا نظارہ پیش کر رہے ہیں۔

پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ افرادِ جماعت کو کیا ہی پیارے انداز میں مخاطب فرماتے ہیں:

''اے عزیز بھائیو! جو مقاماتِ قرب تمہیں عطا ہیں اگر انہیں قائم رکھنا چاہتے ہو اور روحانیت میں ترقی کرنا چاہتے ہو تو خلیفۂ وقت کے دامن کو مضبوطی سے پکڑے رکھنا کیونکہ اگر یہ دامن چھوٹا تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن چھوٹ جائے گا۔ (الفضل ۳۱ر دسمبر ۱۹۶۸ء)

سچ ہے۔

نہ جب تک کارواں میں ہو امام کارواں کوئی
نہیں ہوتا کسی کا اس جہاں میں پاسباں کوئی

آج جماعت احمدیہ بفضلہٖ تعالیٰ قدرت ثانیہ کے چوتھے مظہر کی بابرکت قیادت میں غلبۂ اسلام کی عظیم شاہراہ پر بڑی تیزی کے ساتھ اپنی منزل کی طرف بڑھ رہی ہے اور جماعت احمدیہ کی فقید المثال قربانیوں سے اپنے اور بیگانے انگشت بدنداں ہیں۔ جوبلی فنڈ کی تحریک میں جماعت احمدیہ نے جو عملی نمونہ پیش کیا اس سے مخالفین احمدیت کی صفوں میں کھلبلی مچ گئی۔ مخالفین احمدیت اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ افرادِ جماعت احمدیہ خلافت سے وابستگی کی وجہ سے روحانی و جسمانی لحاظ سے ترقی کے منازل طے کر رہے ہیں اور جس شخص نے بھی تعصب چھوڑ کر جماعت احمدیہ کا مطالعہ کیا وہ جلد ہی اس جماعت میں داخل ہوا اور یہ سلسلہ جاری رہے گا یہاں تک کہ دنیا وہ دن دیکھ لے گی کہ لوائے احمدیت کے سایہ تلے تمام لوگ آئیں گے اور ایک انگلی کے اُٹھنے پر اٹھیں گے اور ایک انگلی کے گرنے پر بیٹھیں گے اور اُن کی ایک ہی آواز ہو گی۔

رہیں گے خلافت سے وابستہ ہم
جماعت کا قائم ہے اس سے بھرم

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں تادم آخر خلافت سے وابستہ رکھے

☆ ☆ ☆ ☆

جماعت احمدیہ میں نظام شوریٰ

(چوھدری حمید اللہ ۔ وکیل اعلیٰ تحریک جدید)

(قسط نمبر ۴)

شوریٰ کی کیفیت

(۱)

"جماعت احمدیہ کی مجلس شوریٰ کا تنظیمی ڈھانچہ، طریقہ کار، اس کی فضا اور ماحول دنیوی مجالس سے اس درجہ مختلف ہے کہ کوئی ظاہری نسبت نظر نہیں آتی۔(سوانح فضل عمر جلد ۲ صفحہ ۲۰۵)

(۲)

یہ مجلس ہر قسم کے مشیروں پر مشتمل ہوتی ہے ۔ اعلیٰ افسران، انجینئرز، ڈاکٹرز، وکلاء، ماہرین تعلیم، بڑھئی، لوہار، دکاندار، آڑھتی، زمیندار وغیرہ سب آتے ہیں"۔

(سوانح فضل عمر جلد ۲ صفحہ ۲۰۹)

(۳)

سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا طریق تھا کہ مشوروں کے دوران آپ:۔

"......بار بار مختلف رنگ میں حاضرین کی توجہ دعاؤں اور استغفار اور تقویٰ اللہ کی طرف مبذول کرواتے رہتے جس کی وجہ سے فضا تقدس سے اس طرح بھرتی جیسے برساتی ہوائیں نمی سے"۔

(سوانح فضل عمر جلد ۲ صفحہ ۲۱۱)

(۴)

"مشاورت کے دوران آپ (خلیفۃ المسیح الثانی) کے متعدد خطبات ہمیں اسی فکر اور درد کے آئینہ دار دکھائی دیتے ہیں۔ ایسے مواقع پر آپ کے خطابات کا رنگ ایک خاص شان اپنے اندر رکھتا تھا۔ دل کی گہرائی سے نکلی ہوئی آواز نوائے آسمانی معلوم ہوتی تھی اور فضا برقی لہروں سے بھر جاتی تھی۔ دل خدمت اسلام کے لئے نئی امنگوں اور نئے ولولوں سے معمور ہو کر مچلنے لگتے اور بے اختیار تمام حاضرین کبھی زبان حال اور کبھی زبان قال سے پکار اٹھتے ہیں کہ ہاں! ہمارے آقا! ہم حاضر ہیں، ہم حاضر ہیں، ہماری نسلیں حاضر ہیں، ہماری جانیں، ہمارے اموال، ہماری عزتیں سب کچھ جو ہم رکھتے ہیں ہمارا نہیں آپ کا ہے۔ جس طرح آپ چاہیں دین اسلام کی قربان گاہوں کی نذر کردیں"۔

(سوانح فضل عمر جلد ۲ صفحہ ۲۱۰)

(۵)

"حاضرین کو اظہار رائے کی آزادی کے علاوہ خلیفۃ المسیح خاموش طبع جھجکنے والے صائب الرائے دوستوں کو خود بلا کر اس طرح مختلف فنون کے ماہرین کو طلب کر کے رائے دینے کی ترغیب دیتے ہیں"۔

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۳۸ء صفحہ ۹)

(۶)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اپنے عہد خلافت کی پہلی مشاورت کے موقع پر افتتاحی خطاب میں فرمایا:

"آپ لوگ یہاں جمع ہوئے ہیں کہ خلیفۂ وقت جن اہم معاملات کے متعلق اپنے دوستوں سے مشورہ کرنا چاہتا ہے ان کے متعلق آپ اپنا مشورہ دیں۔ چونکہ ہمارا یہ اجتماع محض رضائے الٰہی کی خاطر ہے۔ اس لئے آؤ ہم پہلے اس کے حضور جھکیں اور عاجزی اور انکساری کے ساتھ دعا کریں کہ وہ ہمارا پیارا رب اور پیار کرنے والا رب ہماری فکر و تدبّر اور ہماری اظہار رائے کو ہر قسم کے غصہ، حسد، کینہ، انانیت، خود نمائی اور خود رائی سے محفوظ رکھے اور ہمیں ایسے نتائج تک پہنچنے کی توفیق عطا کرے جن سے اسلام کی مضبوطی اور استحکام ہو اور وہ دن جلد تر آجائے جس کے لئے صدیاں انتظار کرتی رہی ہیں اور اسلام پھر تمام اقوام عالم پر غالب آجائے"۔

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۶۶ء (غیر مطبوعہ) صفحہ ۷،۸)

(۷)

۱۹۷۳ء کی مجلس مشاورت کے موقعہ پر فرمایا:

"ہمارا یہ ماحول قرآن کریم کے ان الفاظ کی رو سے کہ ﴿وَمَا اَنَا مِنَ الْمُتَکَلِّفِیْنَ﴾ بڑا بے تکلف ہوتا ہے اور دیانت دارانہ ہوتا ہے ۔ جو شخص دیانتداری سے کسی بات کو صحیح سمجھتا ہے وہ اسے بیان کرتا ہے اور اسے بیان کرنا چاہئے۔ اس پر اسے خاموش نہیں رہنا چاہئے ۔ بعض طبائع بحث پسند اور بعض جھگڑالو ہوتی ہیں۔ ان کو ہم ضرورت کے وقت سنبھال لیتے ہیں...... یہاں بولنے میں جھجک اور حجاب نہیں ہونا چاہئے"۔ (رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۷۳ء (غیر مطبوعہ) صفحہ ۱۱)

(۸)

۱۹۷۳ء کی غیر معمولی شوریٰ منعقدہ ماہ مئی میں فرمایا:

"مجلس کا ماحول یک رنگی اور یک جہتی کی علامت ہوتا ہے ۔ ایسا لگتا ہے ایک خاندان بیٹھا ہوا ہے اور آپس میں باتیں کر کے کسی نتیجہ پر پہنچنے کی کوشش کر رہا ہے"۔ (رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۷۳ء (غیر مطبوعہ) صفحہ ۱۹)

(۹)

"مجلس مشاورت کا بھی ایک خاص ماحول ہے جس میں سنجیدگی کو خاص اہمیت حاصل ہے"۔

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۷۳ء (غیر مطبوعہ) صفحہ ۳۶۹)

(۱۰)

۱۹۸۳ء کی مجلس مشاورت میں ایک صاحب کیمرہ سے تصویر لے رہے تھے ۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

"میں نے تو کسی کو اجازت نہیں دی۔ میری طرف سے تو صرف زائر کے طور پر شامل ہونے کی اجازت تھی۔ تصویریں کھینچنے کے لئے تو میں نے آپ کو اجازت نہیں دی تھی۔ میرے علم میں تو نہیں کہ کبھی شوریٰ میں تصاویر لی گئی ہوں ۔ ویسے بھی Disturbance ہوتی ہے"۔ (رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۸۳ (غیر مطبوعہ) صفحہ ۱۸۳)

(۱۱)

مجلس شوریٰ سے استفادہ کے لئے زائرین کے لئے الگ حلقہ بنا کر ٹکٹ جاری کئے جاتے ہیں مگر یہ لازمی نہیں ہے۔ چنانچہ:

(الف) ۲۷ رمئی ۱۹۷۳ء کی شوریٰ کے لئے "زائرین وزائرات کا ٹکٹ جاری نہیں کیا گیا"۔

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۷۳ء (غیر مطبوعہ) صفحہ ۲)

(ب) ۱۹۸۴ء کی شوریٰ کے آخری دن صبح کے وقت زائرین کو روک دیا گیا۔

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۷۳ء (غیر مطبوعہ) صفحہ ۲)

(۱۲)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے ۱۹۶۷ء کی مجلس مشاورت کے افتتاحی خطاب کے دوران فرمایا:

"آپ یہاں کسی ذاتی غرض کے لئے جمع نہیں ہوئے بلکہ اس لئے جمع ہوئے ہیں کہ آپ اپنی نفسانی خواہشات کو بھلا کر اور طبیعت کے میلان اور رجحان کو پیچھے چھوڑ کر دیانتداری کے ساتھ اور خلوص کے ساتھ اور دعاؤں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد جذب کرتے ہوئے ان معاملات کے متعلق خلیفۂ وقت کو مشورہ دیں جو اس وقت آپ کے سامنے ایجنڈا کے طور پر رکھے جائیں گے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے آپ کے رہبر ہوں، وہ صحیح راہوں کی آپ کو نشاندہی کریں اور ان پر چلنے کی آپ کو توفیق عطا کریں۔ اور پھر آپ یہاں صحیح مشورہ دینے کی توفیق پائیں۔ مشورہ صحیح وہی نہیں ہوا کرتا ہے جو آخر میں منظور ہو جائے بلکہ ہر وہ مشورہ (خواہ وہ مانا جائے یا نہ مانا جائے) جو دیانتداری کے ساتھ، خلوص نیت کے ساتھ اور نیک نیتی کے ساتھ آپ پیش کرتے ہیں وہ صحیح مشورہ ہے ۔ اور میں یہاں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ کے مشوروں کو سننے کے بعد جب میں کسی نتیجہ پر پہنچوں اور کسی کام کے کرنے کا ارادہ اور عزم کروں تو محض اپنے رب پر توکل رکھتے ہوئے اور اسی کی زندہ طاقتوں اور زندہ قدرتوں پر یہ امید رکھتے ہوئے کہ میری کوشش میں، جو میں کروں یا کراؤں، برکت ڈالے۔ میں وہ عزم کروں اور دل میں دعا کروں کہ اللہ تعالیٰ ان نیک کاموں میں ہماری راہبری بھی کرے کیونکہ مشوروں میں جہاں اس کی ہدایت کی ضرورت ہے وہاں عمل میں بھی اس کی ہدایت کی ضرورت ہے اور وہ ہماری حقیر کوششوں میں برکت ڈالے۔ اور ان کے ایسے شاندار نتائج نکالے جو اس کی نگاہ میں شاندار ہوں۔ نہ دنیا کی ہمیں پروا ہے نہ دنیا کی طرف ہم دیکھتے ہیں۔ ہماری نظریں اپنے رب کی طرف لگی ہوئی ہیں۔ ہمارے سر اس کے آستانے پر جھکے ہوئے ہیں۔ ہم اس کی مدد اور نصرت کے طالب ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ جب واقعہ میں ہم اس کی نظر میں فنا کا مقام حاصل کر لیں گے تو وہ اپنے فضل سے ہم میں ایک نئی زندگی اور ایک نئی روح ڈالے گا اور فرشتوں کی افواج کو آسمان سے ہماری مدد کے لئے نازل کرے گا اور ہم سے وہ کام کروائے گا جس کام کے لئے اس نے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا ہے اور اسلام پھر تمام ادیان باطلہ پر غالب آجائے گا۔ اور شیطان کو آخر شکست نصیب ہوگی اور صداقت کو آخری فتح ملے گی۔ پس آؤ ہم دعاؤں کے ساتھ اور اس دعا کے ساتھ مجلس مشاورت کے کام کو شروع کریں کہ جو چیز ہمارے ذہن میں نہیں آئی اور جو بات ہماری زبان میں نہیں آئی اللہ تعالیٰ اسے بھی اپنے فضل سے قبول کرے کہ وہ علام الغیوب ہے اور ہمارے علم بھی ناقص ہیں اور عمل بھی ناقص ہیں"۔

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۶۷ء (غیر مطبوعہ صفحہ ۲،۵ افتتاحی خطاب)

(۱۳)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا:

"مجلس شوریٰ کے ذریعے جو مشورہ لیا جاتا ہے اس میں خلیفۂ وقت اور مشورہ دینے والے کے درمیان مجلس شوریٰ آجاتی ہے لیکن جو شخص

براہ راست مشورہ دیتا ہے اس کے درمیان اور خلیفہ وقت کے درمیان کوئی روک نہیں"۔(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۶۷ء (غیر مطبوعہ) صفحہ ۱۳)

(۱۴)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ۱۹۷۰ء کی مجلس شوریٰ میں فرمایا:

"اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی ذہانت اور فراست اور اپنے اخلاص کا نچوڑ اور مجھے بھی میری اپنی ذہانت اور فراست اور عزم وہمت کا نچوڑ اپنے رب کریم کے حضور پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے"۔(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۷۰ء (غیر مطبوعہ) صفحہ ۴)

(۱۵)

شوریٰ کی روایات

۱۹۷۹ء کی مجلس مشاورت میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے فرمایا:

"بعض چھوٹی چھوٹی باتیں اس وقت میں اپنی اس مجلس کی روایات کے متعلق بھی بتانا چاہتا ہوں"۔

(۱) ہماری شوریٰ کی یہ روایت ہے کہ ہم یہاں ننگے سر نہیں بیٹھتے۔

(۲) ہم آپس میں باتیں نہیں شروع کر دیتے۔

(۳) جو بھی اچھا خیال کسی کے ذہن میں آئے کسی موضوع پر جو زیر بحث ہو وہ آرام کے ساتھ اور پیار کے ساتھ اور عقل کے ساتھ اس کا اظہار کرتا ہے ...... شرما کے خاموش رہنے کی ضرورت نہیں اور بلاوجہ بولنے کی بھی ضرورت نہیں۔

(۴) ہم تعمیری سوچ رکھتے ہیں۔ یعنی ہر بات جو ہے ہماری، ہر فعل کی طرح فائدہ مند ہے اپنے لئے، اپنوں کے لئے، انسانیت کے لئے، ساری دنیا کے لئے، آنے والی نسلوں کے لئے۔

(۵) ہمیں یہ احساس ہے اور یہ احساس ہمیشہ زندہ رہتا ہے کہ ہم پر اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا کی بھلائی اور خیر خواہی کی ذمہ داری ڈالی ہے"۔

(۶) "ہمیں بڑی کثرت سے دعائیں کرنی چاہئیں ہمیشہ خصوصاً ان ایام میں"۔(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۷۹ء (غیر مطبوعہ) صفحہ ۳تا۷)

(۱۶)

"وہ پہلی تاریخی عورت جس نے اس مجلس شوریٰ میں حصہ لیا وہ استانی میمونہ تھیں جو لجنہ اماء اللہ کی بڑی ہی سرگرم کارکن تھیں۔ اور ہمارے ایک واقف زندگی وکیل چوہدری غلام احمد صاحب عطا مرحوم کی والدہ تھیں"۔

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۸۲ء (غیر مطبوعہ) صفحہ ۷)

(باقی آئندہ شمارہ میں انشاء اللہ)

باغ کفار سے ہم نت نئے پھل کھاتے ہیں
دل ہی دل میں وہ جسے دیکھ کے جل جاتے ہیں
یہ نہ سمجھو کہ وہ بن کھائے پئے جیتے ہیں
وہ بھی کھاتے ہیں مگر نیزوں کے پھل کھاتے ہیں
(کلام محمود)

مکرم مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب مرحوم کا ذکر خیر

﴿مکرم ڈاکٹر محمد جلال شمس مبلغ جرمنی﴾

سنا ہے کہ جب کوئی شخص وفات پا جائے تو اس کیلئے "صاحب" کا لفظ استعمال نہیں کیا جاتا۔ شائد اس کی وجہ یہ ہے کہ "صاحب" تو ساتھی یا دوست کو کہتے ہیں۔ اور جو فوت ہو جائے وہ "دوست" یا "ساتھی" نہیں ہوتا۔ اس لئے کہتے ہیں کہ فوت شدہ کو "صاحب" نہیں کہنا چاہئے۔ لوگ اِس طرح کہتے ہیں تو کہتے رہیں۔ ہم تو مولانا کلیم مرحوم کو ضرور "صاحب" کہیں گے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے کہ:-

"اُذْكُرُوا مَوْتَاكُمْ بِالْخَيْرِ"

یعنی جو لوگ تم میں سے وفات پا جائیں جب بھی اُن کا ذکر کرو تو اچھے طریقہ سے اُن کا تذکرہ کیا کرو۔ بالفاظ دیگر وفات شدہ لوگوں کا ذکر ہمیشہ اچھے الفاظ میں، عزت و احترام کے ساتھ کیا کرو اور وفات کے بعد اُن کی اچھائیوں اور خوبیوں کا تذکرہ کیا کرو۔ اب ظاہر ہے کہ جب کسی کا نام لیا جائے تو عزت اور احترام کی خاطر ہمیشہ "صاحب" کا لفظ نام کے ساتھ ضرور بولا جاتا ہے۔

معیّن تاریخ تو مجھے یاد نہیں، البتہ اتنا یاد ہے کہ پہلے پہل مولانا صاحب مرحوم کے ساتھ اِس وقت شناسائی ہوئی جبکہ خاکسار جامعہ احمدیہ کا طالب علم تھا۔ بعد میں باہمی تعلقات مستحکم ہوتے چلے گئے۔ اور مولانا عطاء اللہ صاحب کلیم مرحوم کی شکل میں، خداوندِ متعال نے ہمیں ایک فرشتہ خصلت، دُعائیں کرنے والے، نصائح کرنے والے، ہمدرد، دردمند، بہت ہی پیار کرنے والے بزرگ عطا فرما دیئے۔ مولانا مرحوم کے ساتھ جو تعلق جامعہ احمدیہ میں طالب علمی کے دور میں قائم ہوا تھا، وہ کسی نہ کسی شکل میں مولانا مرحوم کے سفر آخرت تک قائم رہا۔ جرمنی میں قیام کے دوران، مولانا مرحوم کی نگرانی میں اشتراکِ عمل بھی نصیب ہوا۔ جس کی حسین یادیں آج بھی قلب و ذہن میں تازہ ہیں۔ اب آئندہ مولانا مرحوم تو لوٹ کر ہمارے پاس نہیں آئیں گے۔ البتہ مولانا مرحوم کی یاد ہمیں یقیناً آتی رہے گی۔ کسی شاعر نے کہا ہے:-

جانے والے کبھی نہیں آتے
جانے والوں کی یاد آتی ہے

اور آج انہی یادوں کا ایک ہجوم ہے جو میرے دل و دماغ میں جوشاں ہے۔

جب میری تقرری بطور مبلغ جرمنی ہوئی اور میں اہل و عیال سمیت انگلستان سے جرمنی کے شہر فرانکفرٹ پہنچا، تو میری حیرت اور خوشی کی انتہاء نہ رہی جب میں نے مولانا کلیم صاحب مرحوم کو فرانکفرٹ ایئرپورٹ پر استقبال کیلئے تشریف لانے والے احباب میں محوِ انتظار پایا۔ یہ مولانا کا خاکسار اور خاکسار کے اہل و عیال کیلئے شفقت و محبت کا ایک اظہار تھا جسے میں کبھی فراموش نہ کر پایا۔ بعد ازیں یہ محبت مزید سے مزید تر ہوتی چلی گئی۔ حضرت مولوی صاحب مرحوم میری اہلیہ کو اپنی بیٹی سمجھتے اور اسی شفقت اور محبت سے پیش آتے جو ایک باپ کو اپنی اولاد سے ہوتی ہے۔ کبھی کبھی فون کرتے تو میری اہلیہ کو پیار سے کہتے:

"لاڑا کتھے ای"

یعنی تمہارا دولہا کہاں ہے؟ مجھے فون کرتے تو یوں مخاطب ہوتے:-

"اوئے ڈاک دارا"

میں کہتا "جی مولوی صاحب" تو بہت ہی خوشی اور بے تکلّفی سے بات کرتے۔ کبھی کبھی ڈانٹتے بھی تھے لیکن ان کی آواز میں تحکّم، خود پسندی یا بے جا رعب نہ ہوتا۔ بلکہ شفقت اور نصیحت پنہاں ہوتی۔ ان کا طرزِ عمل ہمیشہ بہت ہی مشفقانہ ہوتا اور اپنے لمبے تجربہ کی بناء پر نوجوان مبلّغین کی راہنمائی فرماتے۔

شروع میں مجھے فرانکفرٹ میں ہی مولانا صاحب کے ساتھ ہی کام کرنے کا موقع ملا۔ مسجد نور میں آپ کا دفتر ہوتا تھا۔ اُن دنوں مولانا صاحب خاکسار سے مختلف اردو مفاہیم کو انگریزی میں ادا کرنے کا طریق دریافت فرمایا کرتے تھے۔ کبھی کسی انگریزی لفظ کے Spelling دریافت فرماتے۔ کبھی کسی اردو محاورہ کے بارہ میں پوچھتے کہ اسے انگریزی میں کیسے ادا کیا جا سکتا ہے۔ حضرت مولوی صاحب کو ہم نے مختلف میٹنگز وغیرہ میں انگریزی بولتے ہوئے دیکھا اور سنا۔ آپ کے انگریزی خطوط اور مضامین کو بھی پڑھنے کا موقع ملا۔ آپ بلاتکلّف انگریزی میں گفتگو فرمایا کرتے مختلف مجالس عاملہ میں ہم نے آپ کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام کی تحریروں کو فی البدیہہ انگریزی میں ترجمہ کرتے ہوئے بھی دیکھا اور سنا۔ اس قدر وسیع علم کے باوجود آپ کا خاکسار سے انگریزی الفاظ اور محاورات کے بارہ میں استفسار فرمانا، تشویق نہیں تو اَور کیا ہے؟

آپ کی اہلیہ محترمہ مرحومہ (والدہ مجید اللہ صاحبہ) بھی بہت ہی شفقت کرنے والی خاتون تھیں۔ جب میرا بیٹا عزیزم احمد کمال شمس پیدا ہوا تو مجھے فرمایا کرتیں:-

"اپنا چن کدوں وخونا ایں"

یعنی اپنا چاند مجھے کب دکھاؤ گے۔ جب میرے بیٹے کو دیکھا تو بہت ہی خوش ہوئیں اور دلی دعاؤں سے نوازا۔

حضرت مولوی صاحب مرحوم، قریباً ہر سال ربوہ اور قادیان کی زیارت کرتے۔ باوجودیکہ آپ کے سفر سے پہلے بسا اوقات مجھے حضرت مولوی صاحب سے دُعا کی درخواست کرنے اور آپ کو سلام کر کے رخصت کرنے کا موقع نہیں ملتا تھا۔ تاہم ایک بار جب آپ قادیان اور ربوہ کے سفر سے واپس تشریف لائے تو ملاقات پر خاکسار نے ایسے ہی پوچھ لیا کہ مولوی صاحب! آپ نے ہمیں بھی دُعاؤں میں یاد رکھا یا نہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے نام لے لے کر تمہارے لئے دُعائیں کی ہیں اور ہمیشہ اپنی دُعاؤں میں تمہارا نام لیکر تمہارے لئے دُعا کرتا ہوں۔ آپ کا یہ جواب سن کر میرا دل خوشی سے بھر گیا اور میری گردن خدا تعالیٰ کے حضور تشکّر اور امتنان سے جھک گئی اور دل سے مولوی صاحب کیلئے دُعائیں نکلیں۔ حضرت مولوی صاحب تہجد گزار تھے۔ سفر ہو یا حضر، میں نے کبھی بھی آپ کو ناغہ کرتے نہیں دیکھا۔ رات کے وقت جلدی سونے کے عادی تھے۔ بعض اوقات جماعتی مصروفیات یا میٹنگز وغیرہ کی وجہ سے رات کو دیر تک جاگنا پڑتا۔ پھر بھی کوشش کرتے کہ فارغ ہوتے ہی سونے کیلئے چلے جائیں تاکہ اگلے دن تہجد کیلئے بیدار ہو سکیں۔

حضرت مولوی صاحب ایک صاحب علم شخصیت تھے۔ ایک دفعہ ایک زیر تبلیغ عرب دوست مسجد نور فرانکفرٹ تشریف لائے۔ خاکسار نے اُن کے ساتھ عربی زبان میں گفتگو کی۔ اس دوست نے حضرت مولوی صاحب کی طرف اشارہ کر کے پوچھا کہ کیا یہ بزرگ بھی عربی بولتے ہیں۔ خاکسار نے عرض کی کہ اِن کو جامعہ سے فارغ ہوئے مدت گزر چکی ہے لہٰذا عدم تمرین کے باعث بولنے میں حجاب حائل ہے۔ بعد ازیں حضرت مولوی صاحب نے عربی میں گفتگو شروع کر دی اور خدا تعالیٰ کے فضل سے عربوں کو فصیح عربی میں تبلیغ کیا کرتے تھے۔ بعد ازیں مرحوم کو فلسطین میں مبلغ انچارج کی حیثیت سے خدمت کا موقع بھی میسّر آیا۔ انگریزی اور فصیح عربی میں بسہولت گفتگو فرمایا کرتے تھے۔

حضرت مولوی صاحب مشرقی لباس یعنی شلوار، قمیص اور اچکن زیب تن کیا کرتے تھے۔ سر پر بالعموم پگڑی پہنتے تھے۔ کبھی کبھی ٹوپی بھی استعمال فرماتے۔ ہم نے مرحوم کو کبھی بھی کوٹ پتلون پہنتے نہیں دیکھا۔ قریباً ہر سال قادیان کے جلسہ میں شریک ہوتے اور ربوہ کی زیارت کرتے۔

باقی صفحہ (18) پر ملاحظہ فرمائیں

شولاپور (مہاراشٹر) میں جماعت کی مخالفت

صوبہ مہاراشٹر کے علاقہ شولاپور میں اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے مکرم و محترم جناب مولوی سعادت احمد جاوید نگران دعوت الی اللہ مہاراشٹر کی قیادت میں احمدیت کو دن بدن غیر معمولی ترقی و کامیابیاں مل رہی ہیں۔ عوام میں احمدیت کی بڑھتی ہوئی دلچسپی و رجحان کی بناء پر یہاں کے مخالفین میں زبردست کھلبلی مچ گئی تھی اور ان مخالفین نے مسجدوں میں کھڑے ہو کر اس بات کا عہد لیا کہ ہم ان قادیانیوں کی اینٹ سے اینٹ بجا کر یہاں سے ان کا نام و نشان ہی مٹا دیں گے اور اس عہد کے ساتھ ان مخالفین نے صوبائی سطح پر احمدیت کے خلاف مہم چلا کر کثیر تعداد میں فتوے تقسیم کئے۔ شہر کی مساجد میں یہ اعلان کرا دیا کہ قادیانی جہاں بھی نظر آئیں اُن سے کسی طرح کی بات نہ کریں بلکہ ان کو پکڑو اور مار و بالآخر ہوا بھی یوں ہی کہ ہمارے بعض معلمین کے ساتھ مار پیٹ کی رقم و لٹریچر وغیرہ چھین لیا گیا جب شولاپور میں مخالفت زور پکڑ گئی تو خاکسار نے یہاں کے پولیس آفیسران سے ملاقات کر کے ان کو سارے مخالفانہ حالات سے تحریراً واقف کرا دیا جس بناء پر ضلع کی پولیس حرکت میں آگئی اور پولیس نے مخالفین کے خلاف قانونی کارروائی شروع کر دی تو مخالفین میں خوف و دہشت کا ماحول قائم ہو گیا اور حالات سازگار ہو گئے پولیس کی بروقت کارروائی کے نتیجہ میں اب بفضلہٖ تعالیٰ احمدیت کا تبلیغی و تربیتی کام آسان ہو گیا۔ ماہ فروری ۲۰۰۱ء کو مکرم و محترم مولوی محمد انعام صاحب غوری ناظر اصلاح و ارشاد و مکرم مولوی ظہیر احمد صاحب خادم ناظر دعوت الی اللہ بھارت نے بھی تعاون کرنے والے افسران سے ملاقات کی۔ اُن کو مزید جماعتی معلومات کراتے ہوئے ان کا شکریہ ادا کیا مرکزی ناظران کی بہترین انداز میں کی گئی دلچسپ گفتگو و ملاقات سے پولیس افسران بہت متاثر ہوئے اور مستقبل میں تعاون کرنے کا بھی وعدہ فرمایا۔ تعاون کرنے والے درجہ ذیل پولیس افسران شکریہ کے مستحق ہیں: ۱- شری سنجیو کمار سنگھل صاحب I.P.S. ضلع پولیس کپتان شولاپور ۲- شری کھنڈے راؤ شندے صاحب I.P.S. کمشنر آف پولیس شولاپور شہر ۳- شری بٹھل جادھو صاحب ڈپٹی کمشنر آف پولیس شولاپور زون ۴- شری ایل آر بھوسلے صاحب A.C.P. شولاپور ڈویژن ۱، ۵- شری ایم ایس شندے صاحب انسپکٹر و انچارج پولیس چوکی سمراٹ چوک ۶- شری جاوید شیخ انچارج اسپیشل برانچ پولیس اسٹیشن جیل روڈ- نیز مرکزی سطح پر جماعت کے ساتھ تعاون و بذریعہ رہنمائی خاکسار کی حوصلہ افزائی کرنے والے احباب اور سرکل سطح پر ہر طرح کی مشکلات کے موقع پر خاکسار کا تعاون کرنے والے معلمین و بالخصوص مکرم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب صدر جماعت عثمان آباد، مکرم سید منیر احمد صاحب صدر جماعت شولاپور شہر، مکرم اکبر رمضان شیخ قائد مجلس خدام الاحمدیہ شولاپور شہر، مکرم مبارک احمد صاحب تیماپوری پان مرچینٹ شولاپور شہر بھی شکریہ کے مستحق ہیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ (عقیل احمد سہارنپوری سرکل انچارج شولاپور مہاراشٹر)

بقیہ صفحہ: (۱۶)

خاکسار اور خاکسار کے اہل و عیال سے بہت ہی محبت اور شفقت سے پیش آتے۔ جب میری بیٹی عزیزہ عطیۃ الحی کی شادی امریکہ میں ہوئی تو حضرت مولوی صاحب ہمارے ہاں تشریف لائے۔ ہمیں یعنی خاکسار، خاکسار کی اہلیہ اور بچی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ بالکل فکر نہ کریں امریکہ میں آپ کی بچی کا میں خود خیال رکھوں گا۔ نیز بچی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ بیٹی! کوئی بھی مسئلہ ہو، مجھے بتانا۔ میں ہر ممکن مدد کروں گا۔ تمہیں جس چیز کی ضرورت ہو، مجھے ضرور اطلاع دیا کرنا۔ جب مولوی صاحب نے یہ باتیں کہیں، آپ کی آنکھیں آنسوؤں سے تر تھیں۔ بڑے ہی درد کے ساتھ آپ نے یہ الفاظ بیان کئے۔ جب مولوی صاحب کو ریٹائر منٹ کی اطلاع ملی، کولون، بیت النصر میں جرمنی کی مجلس شوریٰ تھی۔ قریباً تمام مبلغین موجود تھے۔ آپ نے بڑے غمگین ماحول میں مبلغین سے ذکر کیا کہ اب آپ جرمنی سے جانے والے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ مولوی صاحب! آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ مولا کریم نے آپ کو سرخرو فرمایا۔ آپ کیلئے غم کا نہیں بلکہ خوشی کا موقع ہے کہ اپنی ذمہ داری کو آپ نے ساری زندگی کما حقہ ادا کیا اور اب عزت کے ساتھ ریٹائر ہو رہے ہیں۔ آپ کو مبارک ہو۔ نیز میں نے درخواستِ دُعا کی کہ آپ کا سفر تو اختتام پذیر ہوا۔ جبکہ ہم ابھی حالت سفر میں ہیں۔ دُعا کریں کہ ہمارا وقفِ زندگی کا سفر بھی بخیر و خوبی اختتام پذیر ہو۔

دُعا ہے کہ مولا کریم مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین

درخواست دعا: - خاکسار کی شادی کو دو سال کا عرصہ ہو گیا ہے اولاد کی نعمت عطا ہونے تمام مشکلات کے ازالہ و دینی و دنیاوی ترقیات کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ (قریشی محمد رحمت اللہ کارکن دفتر ہفت روزہ بدر)

مکرم محترم بشیر الدین صاحب سامی نمائندہ بدر برطانیہ آجکل علیل ہیں اور ہسپتال میں داخل ہیں اُنکی صحتیابی کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ (منیجر بدر)

دُعائے مغفرت

● افسوس! میری پیاری والدہ محترمہ حلیمہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم و محترم چوہدری بشیر احمد صاحب گھنیالیاں درویش قادیان مورخہ ۲۰۰۱-۵-۱ شام ساڑھے سات بجے کے قریب اچانک حرکت قلب بند ہو جانے سے وفات پا گئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ مکرم و محترم چوہدری بشیر احمد صاحب چیمہ مرحوم سابق امیر ضلع ڈیرہ غازی خاں کی بیٹی تھیں۔ زمانہ درویشی تاحیات اپنے خاوند کے ساتھ نہایت صبر و شکر کے ساتھ گزارا۔ عرصہ قریب پانچ چھ سال سے دل کا عارضہ لاحق تھا۔ وفات سے ایک روز قبل پڑنانی بنی تھیں اور اپنی بڑی بیٹی فرحت سلطانہ صاحبہ اہلیہ چوہدری جاوید اقبال صاحب اختر چیمہ سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان کے ہاں مبارکباد دینے گئی تھیں وہاں پر ہی سخت ہارٹ اٹیک ہوا اور مرحومہ اپنے مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہو گئیں۔ محترمہ والدہ صاحبہ صوم و صلوٰۃ کی پابند اور لازمی چندہ جات کے ساتھ ساتھ دیگر تحریکات میں بھی باقاعدگی سے حصہ لیا کرتی تھیں۔ انہوں نے اپنی یادگار دو بیٹے اور پانچ بیٹیاں چھوڑے ہیں اللہ تعالیٰ مرحومہ کی ساری اولاد کا حافظ و ناصر رہے۔ اور اُن کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے اگلے روز دوپہر سوا بارہ بجے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے مدرسہ احمدیہ کے صحن میں مرحومہ کی نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ قبر تیار ہونے پر بھی محترم صاحبزادہ صاحب نے اجتماعی دُعا کرائی۔

محترم والد صاحب کی صحت کیلئے بھی قارئین کرام کی خدمت میں عاجزانہ دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کو صحت کاملہ کے ساتھ عمر دراز عطا کرے۔ آمین

(چوہدری منصور احمد مقیم آسٹریلیا حال نزیل قادیان)

● خاکسار کے خسر محترم مبارک احمد صاحب ایڈوکیٹ زعیم انصار اللہ و سابق صدر جماعت احمدیہ تیماپور مورخہ 27 اپریل بروز جمعۃ المبارک مولیٰ حقیقی سے جا ملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم ۷۴ سال کے تھے۔ انہوں نے اپنے پیچھے بیوہ کے علاوہ ۴ لڑکے ۹ لڑکیاں چھوڑی ہیں جن میں ایک بیٹا اور ایک بیٹی ابھی قابل شادی ہیں۔ مرحوم ایک عرصہ تک تیماپور کے ایم سی اور چیئرمین میونسپل کونسل بھی رہے۔ بار کونسل شوراپور کے صدر تھے تیماپور میں جماعت احمدیہ اور غیراز جماعت کے ایک ہی مسجد میں نماز ادا کئے جانے اور کچھ اندرونی معاملات کے باعث ہوئے ایک جھگڑے میں جہاں مرحوم کے بھانجے محترم مبشر احمد صاحب ناگنڈ شہید ہوئے وہیں انہیں بھی احمدی ہونے کے باعث بہت سی مخالفتوں کو جھیلنا پڑا۔

مرحوم اپنے علاقہ کے نامور وکلاء میں سے ایک تھے والد محترم حاجی حسن صاحب علاقہ کے سرپنچ و لینڈ لارڈ تھے۔ تایازاد بھائی محترم احمد حسین سعیدی نظام کے دور کے نامور وکلاء میں سے ایک تھے۔ خاندان میں ان کے بھائی نورالدین صاحب مرحوم فاضل جماعتی قاضی اور وکیل تھے دوسرے بیٹے مکرم نعیم احمد صاحب ایڈوکیٹ صدر جماعت شاہ پور بھی وکالت کے پیشہ سے منسلک ہیں

مرحوم کی نماز جنازہ غائب بعد نماز جمعہ مسجد اقصیٰ قادیان میں ادا کی گئی مرحوم کے لواحقین کو صبر جمیل عطا ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ (محمد لقمان دہلوی قادیان۔ نمائندہ بدر)

اعلان نکاح و تقریب رخصتانہ

خاکسار کی نواسی عزیزہ فوزیہ نثار صاحبہ دختر بی۔ ایم نثار احمد مرحوم آف بنگلور کا نکاح عزیز مکرم محمد عبدالحسیب ولد مکرم سیٹھ عبدالصمد صاحب ساکن یادگیر کے ساتھ بعوض حق مہر مبلغ ایک لاکھ ایک ہزار ایک سو اکاون روپے مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ انچارج کیرالہ نے مورخہ ۲۰۰۱-۴-۲۵ کو بنگلور میں پڑھا اور اُسی روز تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ اس رشتہ کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کیلئے احباب جماعت کی خدمت میں دُعا کی درخواست ہے۔

(اعانت بدر مبلغ -/۲۰۰ روپے) (شیخ عبدالحمید عاجز درویش قادیان)

ارشاد نبویؐ

اَلْاَمَانَۃُ عِزٌّ

(امانت داری عزت ہے)

منجانب

رکن جماعت احمدیہ ممبئی

طالبان دُعا:-

آٹو ٹریڈرز

Auto Traders

16 بنٹک لین کلکتہ 700001

دکان- 248-5222, 248-1652, 243-0794

رہائش- 237-0471, 237-8468

تربیتی اجلاس خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ جڑ چرلہ (آندھرا)

مجلس خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ جڑ چرلہ نے مورخہ 18.3.2001 کو تربیتی اجلاس منعقد کیا محترم محمد صادق صاحب صدر جماعت کی زیر صدارت محترم منظور احمد صاحب کی تلاوت کلام پاک سے جلسہ کا آغاز ہوا۔ منعقدہ اجلاس میں انس صاحب ابن میر احمد عاصف صاحب نے خوش الحانی سے نظم پیش کی بعدہ خاکسار اور محترم میر احمد فاروق صاحب نے تربیت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ صدارتی تقریر میں صدر صاحب نے خدام واطفال کو چند نصائح فرمائیں اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (ایم احمد جعفر خان۔ مبلغ سلسلہ

تھراج ضلع موگا پنجاب میں عیدالاضحیہ

اللہ تعالیٰ کے بے انتہا فضل و کرم اور حضور انور کی دُعاؤں سے تھراج کے لوگ اب روز بروز اسلامی طور وطریق کی طرف مائل ہوتے جارہے ہیں۔ امسال عیدالاضحیہ کے موقع پر سخت مخالفت ہونے کے باوجود کثرت سے لوگ تھراج اور اس کے ارد گرد کے دوسرے مقامات سے عید کی نماز پڑھنے کیلئے تھراج آئے۔ جبکہ عید سے قبل ہی یہاں پر مولویوں کی ایک جماعت مالیر کوٹلے اور بھٹنڈہ سے آکر بیٹھ گئی تھی اور لوگوں کو کہتے تھے کہ قادیان والوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھنی۔ عید کے دن دو جگہوں پر تھراج میں نماز ہوئی۔ جہاں پر احمدی احباب نے نماز عید ادا کی۔ وہاں قریباً ۱۰۰ افراد آئے ہوئے تھے جن میں بچے اور عورتیں بھی شامل تھیں۔ اس کے برعکس مخالفین نے جہاں نماز پڑھی وہاں صرف بیس افراد کے قریب یا اس سے بھی کم ہی تھے۔ ملاؤں کی ساری کوششیں ناکام گئیں۔ جماعت احمدیہ کے ساتھ یہاں کے غیر مسلموں نے بھی عید کی خوشی میں شرکت کی اور مبارک باد دی۔ نماز عید کے بعد مکرم جیلا خان صاحب صدر جماعت تھراج نے مہمانوں کو اپنے گھر پر چائے پلائی اور پھر رخصت کیا۔ عید کے موقع پر تھراج میں مکرم طفیل احمد صاحب اور خاکسار محمد امین ندیم دونوں تھے اور یہاں پر قربانی کی گئی۔ اللہ تعالیٰ نو مبائعین کو استقامت عطا فرمائے۔ آمین (محمد امین ندیم معلم پنجاب)

داخلہ مدرسہ احمدیہ قادیان

مدرسہ احمدیہ قادیان کا تعلیمی سال یکم اگست ۲۰۰۱ء کو شروع ہو رہا ہے۔ خواہشمند امیدوار درج ذیل کوائف کے ہمراہ اپنی درخواستیں مطلوبہ فارم پر نظارت تعلیم کو ارسال کریں۔ داخلہ فارم نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان سے حاصل کر سکتے ہیں۔

داخلہ کی شرائط

۱- درخواست دہندہ واقفِ زندگی ہو یا اپنی زندگی وقف کرنے کا خواہشمند ہو۔

۲- جسمانی و ذہنی طور پر صحت مند ہو۔

۳- کم از کم میٹرک پاس یا اس کے برابر تعلیم حاصل کی ہو۔

۴- قرآن کریم ناظرہ جانتا ہو۔

۵- عمر ۱۷ سال سے زائد نہ ہو۔ گریجویٹ ہونے کی صورت میں عمر ۲۲ سال سے زائد نہ ہو۔ استثنائی صورت میں چھوٹ دیئے جانے کے بارہ میں غور ہو سکے گا۔

۶- حفظ کلاس کیلئے عمر ۱۰-۱۲ سال سے زائد نہ ہو۔ قرآن کریم ناظرہ روانی کے ساتھ پڑھ سکتا ہو۔

۷- امیر جماعت / صدر جماعت مطمئن ہو کہ درخواست دہندہ وقف اور داخلہ کیلئے موزوں ہے۔

۸- درخواست دہندہ اپنی سندات کی مصدقہ نقول مع ہیلتھ سرٹیفکیٹ امیر جماعت / صدر جماعت کی رپورٹ کے ساتھ مع دو عدد فوٹو گراف پاسپورٹ سائز ۱۵ جولائی ۲۰۰۱ء تک ارسال کریں۔

☆- تحریری ٹیسٹ و انٹرویو میں معیار پر پورا اترنے والے طلباء کو ہی مدرسہ احمدیہ میں داخل کیا جائے گا انٹرویو کیلئے آنے کی اطلاع بعد جائزہ دی جائے گی۔

☆- قادیان آنے کے اخراجات امیدوار کو خود برداشت کرنے ہونگے۔ ٹیسٹ و انٹرویو میں فیل ہونے کی صورت میں واپسی سفر کے اخراجات خود کرنے ہونگے۔

☆- امیدوار قادیان آتے وقت موسم کے لحاظ سے گرم سرد کپڑے رضائی بستر وغیرہ لے کر آئیں۔

نصاب

تحریری ٹیسٹ میٹرک کے معیار کا ہوگا۔

اردو: -ایک مضمون اور درخواست

انگلش:- مضمون - درخواست - اردو سے انگریزی - انگریزی سے اردو - گرامر

انٹرویو: - اسلامیات - جنرل نالج - انگلش ریڈنگ - اردو ریڈنگ - قرآن کریم ناظرہ

(ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان)

گوداوری زون وآندھرا میں اجتماع

بفضلہٖ تعالیٰ صوبہ آندھرا پردیش کے گوداوری زون میں ایک اجتماع منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

مورخہ 2-3-2001 بروز جمعہ بمقام کوور پاڈو ضلع مغربی گوداوری میں ایک اجتماع منعقد کیا گیا پروگرام کے مطابق تمام علاقہ سے 450 کے قریب نمائندگان قبل از جمعہ مسجد طاہر کوڑیاڑ پہنچ گئے نماز جمعہ کے بعد تمام حاضرین کھانا وغیرہ سے فارغ ہوکر اجتماع گاہ پہنچ گئے مسجد کے ہی صحن میں مرد اور عورتوں کیلئے الگ انتظام کیا گیا تھا۔ اجتماع کا پروگرام مولوی نورالدین ناصر معلم کے تلاوت کلام پاک وترجمہ سے شروع ہوا مکرم مولوی رفیق احمد صاحب چارکوٹ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام خوش الحانی سے سنایا۔ بعدہ مکرم مولوی سراج احمد صاحب نے سیرۃ آنحضرت ﷺ مولوی ایم اے زین العابدین مالہ باری نے جماعت احمدیہ اور مالی قربانی کے عنوان پر تقریر کی بعدہ ایک غیر مسلم معزز رنگہ راجو صاحب نے انسانیت اور مذہبی رواداری کی ضرورت بیان کرتے ہوئے اس کے لئے جماعت احمدیہ کی کوششوں کو سراہا ازاں بعد مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد ایڈیشنل ناظم وقف جدید بیرون نے خطاب فرمایا۔ جس کا ترجمہ مکرم مولوی سراج احمد صاحب نے سنایا بعدہ مکرم قادر ولی صاحب نومسلم راجم پالم نے اپنا تیلگو کلام سنایا آخر پر مکرم سیٹھ بشیر الدین صاحب صوبائی امیر ونگران اعلیٰ نے تمام حاضرین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے دعا کروائی۔ اس اجتماع میں شرکت کرنے والوں کی خدمت جماعت احمدیہ کوور یاڈو کے احباب وخواتین نے ملکر بخوبی سرانجام دی دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ہماری اس حقیر مساعی کو قبول فرمائے۔ (آمین)

(عبدالسلام مبلغ سلسلہ سرکل انچارج گوداوری آندھرا)

کلکتہ میں تربیتی سیمینار

مورخہ 30 دسمبر 2000 کو مسجد احمدیہ کلکتہ میں تربیت کے موضوع پر ایک سیمینار ہوا۔ جس میں نو مبائعین کی تربیت پر تبادلہ خیالات ہوا۔ چنانچہ اس تعلق سے بنگال کے تین سرکلوں کے انچارج اور آسام کے ایک سرکل انچارج کو کیمپ میں تربیت کے طریق بتائے۔ آسام میں کچھ سیاسی بدامنی ہونے کی وجہ سے اس سرکل میں کچھ دقت پیش آرہی ہے۔ اور اب بیعتوں کے ٹارگٹ کے ساتھ ساتھ نو مبائعین کی تربیت پر خاص توجہ دی جارہی ہے۔ اللہ کرے ہماری یہ مہم بھی کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہو۔ تا ایک نو مبائع بھی پکا اور سچا احمدی بن کر اپنی اور اپنے گھر والوں کی تربیت کی کڑیوں کو زنجیر کی طرح پرو سکے۔ آمین۔ (شیخ روشن علی کلکتہ)

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N61/57

Subscription
Annual Rs/-200
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
: 60 Mark German
By Sea : 10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab ((INDIA)

Vol - 50 Thursday, 17/24th May 2001 Issue No 20/21

☎ (0091) 01872-20757
01872-21702
FAX:(0091) 01872-20105

تصاویر مساجد ہائے احمدیہ ہندوستان (قسط نمبر: ۱)

نوٹ:۔ صوبائی امراء کرام امراء وصدر صاحبان جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان سے گزارش ہے کہ اپنی جماعتوں کی مساجد کی تصاویر بلیک اینڈ وائٹ پوسٹ کارڈ سائز پر جلد ارسال فرمائیں۔سن تعمیر اور مختصر تعارف کے ساتھ مسجد کے مینار وغیرہ نمایاں نظر آئیں۔اسی طرح تصویر کھچواتے وقت اس امر کا دھیان رکھا جائے کہ تصویر میں کوئی آدمی نظر نہ آئے۔

(ناظر اصلاح وارشاد قادیان)

صوبہ کیرلہ:۔ بیت القدوس:۔ کیرلہ کے مشہور شہر کالیکٹ میں جماعت کی بڑھتی تعداد کے پیش نظر دوسری جامع مسجد کی تعمیر دس لاکھ روپے کے صرفہ سے عمل میں آئی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس مسجد کا نام ''بیت القدوس'' تجویز فرمایا اور محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان نے اس کا افتتاح فرمایا تھا۔

لائبریری وریڈنگ روم:۔ اسی مسجد سے ملحق ۱۹۹۴ء میں یہ شاندار عمارت مکرم ایم اے محمد صاحب کے اخراجات پر لائبریری اور ریڈنگ روم کے لئے تعمیر ہوئی۔

انٹرنیشنل جلسہ سالانہ امسال جرمنی میں ہوگا

مکرم عبدالماجد صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن نے اطلاع دی ہے کہ ٹلفورڈ سرے (برطانیہ) کے مقامی حکام اور پولیس چیف نے مشورہ دیا ہے کہ منہ اور کھر کی بڑھتی ہوئی بیماری کے خطرہ کے پیش نظر ٹلفورڈ سرے میں مقررہ تاریخوں میں جلسہ سالانہ یوکے منعقد نہ کیا جائے۔

ان حالات کے پیش نظر جماعت احمدیہ یوکے نے متبادل جگہ تلاش کرنے کی بھرپور کوشش کی لیکن ایسی جگہ نہ مل سکی لہٰذا امسال جلسہ سالانہ یوکے منعقد نہیں کیا جا سکتا۔اس صورت حال کے پیش نظر حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت محترم امیر صاحب جرمنی کی دعوت قبول فرماتے ہوئے انٹرنیشنل جلسہ سالانہ منہائم (جرمنی) میں مورخہ 24-25-26 اگست 2001 بروز جمعہ ہفتہ واتوار کی تاریخوں میں منعقد کئے جانے کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔

جلسہ میں شرکت کیلئے جماعت احمدیہ جرمنی کی طرف سے سپانسر لیٹر موصول ہونے پر احباب کو بذریعہ اعلان بدر آگاہ کر دیا جائے گا۔

(ناظر اعلیٰ قادیان)

منظوری افسر جلسہ سالانہ قادیان

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ ۲۰۰۱ء کیلئے مکرم ڈاکٹر محمد عارف صاحب ناظر بیت المال خرچ و تعلیم کو ازراہِ شفقت افسر جلسہ سالانہ مقرر فرمایا ہے۔

(ناظر اعلیٰ قادیان)

جلسہ سیرت النبیؐ

۳ فروری کو جلسہ سیرت النبیؐ محترمہ فہیم النساء کے مکان پر منعقد کیا گیا مکرمہ امۃ البصیر صاحبہ کی تلاوت قرآن کریم کے بعد عہد دوہرایا گیا اور مکرمہ بشریٰ بیگم نے تقریر کی دوران جلسہ دو نظمیں پڑھی گئیں۔

(سیکرٹری ناصرات ساگر شاکرہ بیگم)

اکیسویں صدی کا پہلا......

جلسہ سالانہ قادیان

8-9-10 نومبر 2001ء کو ہوگا

احباب جماعت ہائے احمدیہ عالمگیر کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امسال بھی رمضان المبارک کے پیش نظر 110 ویں جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کیلئے 8-9-10 نبوت 1380 ہش بمطابق 8-9-10 نومبر 2001ء بروز جمعرات، جمعہ، ہفتہ کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔احباب جماعت ابھی سے اس بابرکت سفر کی نیت کر کے تیاری شروع کردیں۔اور دُعائیں کرتے رہیں کہ مرکز احمدیت قادیان دارالامان کا یہ جلسہ سالانہ غیر معمولی برکتوں کا حامل ہو۔

مجلس مشاورت بھارت

اسی طرح جلسہ سالانہ کے اختتام پر مورخہ 11 نومبر بروز اتوار جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی تیرہویں مجلس مشاورت منعقد ہوگی۔

(ناظر اصلاح وارشاد قادیان)